ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

25 ربیع الاوّل تا 2 ربیع الثانی 1440ھ / 4 تا 10 دسمبر 2018ء

اس شمارے میں

ایک غازی اور ایک شہید

صدر ٹرمپ کی ٹویٹ اور عمران خان کا جواب

مطالعہ کلام اقبال (96)

غیرت ہے بڑی چیز

نازک صورت حال اور اس کا مداوا

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران طبقات کا طرزِ عمل

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع
فکری سبق کا اعادہ

خود فراموشی

امت مسلمہ کی جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں دیکھا جائے تو آج یہ امت قرآن میں بیان کردہ اُمت سے یکسر مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک بڑا وصف یہ بتایا ہے کہ یہ ''امتِ خیر'' ہے۔ اس کے ''خیر'' ہونے کی علت یہ بتائی کہ یہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے اور اللہ پر ایمان رکھنے والی قوم ہے۔ آج ہمارے اندر سے یہ عظیم قدر رخصت ہو چکی ہے۔ ہم نیکی و بدی کی پہچان کھو بیٹھے ہیں۔ ''معروف'' ہمیں ناگوار ہے اور ''منکر'' ہمارے لیے مرغوب بن گیا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اسی اُمت میں ایسے افراد اور گروہ موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے یکسر الٹ ''منکرات'' کو پھیلانے اور ''معروفات'' کا راستہ روکنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ''امتِ وسط'' کا نام دیا ہے۔ لیکن اس ''وسط'' کی منہاج کو ترک کر کے ہم نے اپنے آپ کو دائیں اور بائیں میں، شرقی اور غربی میں تقسیم کر دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے انعام یافتگان کا جادۂ حق ترک کر کے ان راہوں پر چل کھڑے ہوئے جن پر ''مَغضُوبِ'' اور ''ضَآلِّین'' چلتے ہیں اور ان کا ہر نقشِ قدم اپنی منزل کی روشن علامت سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملتِ اسلامیہ کو ''اُمتِ واحدہ'' قرار دیا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اپنے اندر وحدت پیدا کرنے کی بجائے ہم استعماری قوتوں کی پالیسی کے تحت ٹکڑوں میں تقسیم ہوئے پڑے ہیں۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو بھول چکے ہیں، اللہ نے ہمیں بھلا دیا۔ آج ہم اپنے مالک و خالق کی توجہ و التفات کے مستحق نہیں رہے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا؟

الھدیٰ (830)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَةُ الْاَنْبِيَاء | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات: 38 تا 41

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

آیت ۳۸ ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸﴾ ’’اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر آپؐ سچے ہیں؟‘‘

اس سے مراد عذاب آنے یا معجزہ دکھانے کا وعدہ ہے۔

آیت ۳۹ ﴿لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۳۹﴾ ’’کاش! ان کافروں کو معلوم ہوتا (اس وقت کے بارے میں) جب وہ آگ کو ہٹا نہ سکیں گے اپنے چہروں سے اور نہ ہی اپنی پیٹھوں سے‘ اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔‘‘

آیت ۴۰ ﴿بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ﴾ ’’بلکہ وہ (قیامت) ان پر اچانک آئے گی اور انہیں مبہوت کر دے گی‘‘

یعنی ان کے ہوش کھو دے گی۔

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰﴾ ’’تو نہ ان کی استطاعت ہو گی اس (قیامت یا عذاب) کو ٹالنے کی اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت ملے گی۔‘‘

آیت ۴۱ ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ سے پہلے جو رسول آئے تھے ان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا‘‘

لہٰذا آپؐ اس صورتِ حال کو برداشت کیجیے اور صبر کا دامن تھام کر اپنا فرض ادا کرتے رہیے۔

﴿فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱﴾ ’’تو پھر گھیر لیا ان میں سے مذاق اڑانے والوں کو اسی (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔‘‘

پھر جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق عذابِ موعود آیا تو ان مذاق اڑانے والوں کو نیست و نابود کر کے نَسْیًا مَّنْسِیًّا کر دیا گیا۔

فرمان نبویؐ

کمال ایمان کا تقاضا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ: مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ)) (متفق علیہ)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تین چیزیں جس آدمی میں ہوں گی، وہ ایمان کا ذائقہ پالے گا۔ وہ جو کسی آدمی سے اللہ ہی کی خاطر محبت کرے۔ وہ جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔ وہ جسے آگ میں ڈال دیا جانا کفر میں لوٹنے سے زیادہ پسند ہو، جبکہ اللہ نے اسے آگ سے نجات دی ہے۔‘‘

تشریح: کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مومن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے کم تر ہو۔ اسی لئے ایمان کی حقیقی لذت کا ذائقہ وہی شخص چکھ سکتا ہے جو مندرجہ بالا اوصاف سے پوری طرح متصف ہو اور جس کا دل ان چیزوں کی روشنی سے منور ہو۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
25 ربیع الاوّل تا 2 ربیع الثانی 1440ھ جلد 27
4 تا 10 دسمبر 2018ء شمارہ 46
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

ایک غازی اور ایک شہید

علامہ اقبال اور فتح محمد آف میسور یعنی ٹیپو سلطان دونوں ماہِ نومبر میں پیدا ہوئے۔ ٹیپو سلطان علامہ اقبال کے خیالات اور تصوّرات کی عملی تصویر تھے۔ ٹیپو سلطان کا دور علامہ سے قریباً سوا صدی پہلے کا ہے۔ عجب ترتیب ہے کہ تصور سے پہلے عملی تعبیر نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ علامہ کا فکر علامہ کا تصور ہرگز ہرگز اپنا نہیں تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا نظریہ، قرآنی فکر، سیرت نبوی اور قرونِ اولیٰ کی تاریخ نے علامہ کے ذہن کو Possess کر لیا تھا جس کا اظہار اُردو، فارسی شاعری کی صورت میں ہوا۔ حیدر علی کی گود میں پلنے والے ٹیپو سلطان کی تربیت بھی اسی فکر اور نظریہ کی بنیاد پر کی گئی تھی۔
علامہ اقبال اپنے بارے میں کہتے ہیں۔

اقبال بڑا اُپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

اقبال نے خود کو گفتار کا غازی کہہ کر عجز و انکسار سے کام لیا ہے۔ اقبال درحقیقت فکر کے غازی تھے۔ وہ ایک ایسا آئیڈیا، ایک ایسا تصورِ امتِ مسلمہ کے جسد میں پھونکنا چاہتے تھے کہ اُس کے ہر فرد کے بدن میں روحِ محمدؐ اپنا مسکن بنا لے۔ امت مسلمہ کی نیم مردگی بلکہ مردگی اُن کا اصل مسئلہ تھی۔ وہ اُسے زندہ جاوید دیکھنا چاہتے تھے۔ اُن کے کلام کی پکار یہ تھی کہ اے امت اپنے ماضی میں جھانک، اپنے اسلاف کے کردار اور عمل پر نگاہ ڈال، اُن کی دینی غیرت وحمیت سے سیکھ، تیرا کام سر جھکانا نہیں سر اُٹھا کر چل، زمین میں نہ دھنس، ستاروں پر کمند ڈال، تیری حیات موت جیسی نہ ہو اور تیری موت حیاتِ جاوداں بن جائے۔ اقبال نے اپنی زندگی اِس فکر میں بتا دی کہ امت کے ہر فرد کو اُس گردوں کی طرف متوجہ کیا جائے جس کا وہ ٹوٹا ہوا ستارہ ہے۔ اس کو اسلاف سے ذہنی اور روحانی طور پر جوڑ دوں۔ اقبال کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کا غلام کسی اور کا غلام نہیں ہو سکتا۔ محمد ﷺ کا غلام درحقیقت آزادی کا سمبل ہوتا ہے۔ فکر اور ذہن کی آزادی اور ایسے جسم کی آزادی جس پر روح غالب ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ جب امت مسلمہ کو اپنے پیغام سے جھنجھوڑ رہے تھے، اُس وقت برِصغیر سمیت بہت سے دوسرے مسلم ممالک اغیار کی غلامی میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہندوستان میں آزادی کی لہر اُٹھ چکی تھی۔ 1885ء میں کانگرس جو بنیادی طور پر ہندو جماعت تھی، ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے سامنے آ گئی اور اُس نے انگریز سے ''ہندوستان چھوڑ دو'' کا تقاضا شروع کر دیا جو ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ 1906ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ آغاز میں یہ نوابوں کی جماعت تھی۔ عوام سے رابطہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ 1930ء میں الہ آباد میں علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے ہندوستان کے شمالی مغرب میں ایک اسلامی ریاست کا تصور دیا۔ اس نئی ریاست کا مقصد علامہ نے یہ بتایا کہ دورِ ملوکیت میں اسلام کے روشن چہرے پر جو داغ دھبے پڑ گئے تھے اُنہیں ختم کر کے اسلام کو اپنی اصلی شکل میں یعنی خلافتِ راشدہ کے دور کا اسلام دنیا کے سامنے لایا جائے

گا۔محمد علی جناح جو کبھی ہندو مسلم اتحاد کے سفیر سمجھے جاتے تھے وہ کانگرس سے مایوس ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے لیکن مسلم لیگ میں بھی اُنہیں خلوص اور دیانت کی کمی محسوس ہوئی اور انہوں نے یہ تاریخی جملہ کہا ’’ہندو نا قابل اصلاح ہے اور مسلمان لیڈروں سے جو بات میں صبح کرتا ہوں وہ شام تک کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور گورنر کو پہنچی ہوتی ہے‘‘۔ بہر حال اس مایوسی پر وہ ترکِ وطن کر کے انگلستان چلے گئے۔

علامہ اقبال محسوس کر رہے تھے کہ کانگرس آزادی کے حوالے سے بہت متحرک ہے اور مسلم لیگ جسے مسلمانوں کو رہنمائی دینی چاہیے Leader Less ہے۔ 1932ء میں اقبال کا گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے انگلستان جانا ہوا وہاں انہوں نے محمد علی جناح سے تفصیلی ملاقات کی اور اُنہیں ہندوستان واپس آنے پر راضی کر لیا۔ علامہ اقبال نے محمد علی جناح پر زور دیا کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لیے اسلامی نظریہ کا انجکشن لگائیں۔ محمد علی جناح واپس آئے، مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی۔ باقی تاریخ ہے جسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو قارئین کو صرف یہ بتانا چاہتے تھے کہ یہ فکر کے اِس غازی کا ہی کمال تھا کہ محمد علی جناح قائداعظم بن گئے۔ اسلامی ریاست کی علامہ نے 1930ء کے خطبۂ اِلٰہ آباد میں بشارت دی تھی۔ اُس تصور کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے محمد علی جناح کو عملی میدان میں جدوجہد کے لیے واپس ہندوستان لائے۔ 1938ء میں علامہ انتقال کر گئے۔ اُن کی وفات کے نو سال بعد 1947ء میں اُن کے خواب کو تعبیر ملی۔ انگریز اور ہندو کی شدید مخالفت کے باوجود ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک جداگانہ ریاست قائم ہوگئی۔

حقیقت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کو جھنجھوڑنے اور اپنا اصل مقام یاد دلانے کے لیے علامہ نے بے شمار اشعار کہے جن میں سے چند قارئین کی نذر کرتے ہیں:

تا خلافت کی بِنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

مُلا کو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام!

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟

یہ تو حسن اتفاق تھا کہ ٹیپو سلطان اور علامہ اقبال دونوں ماہِ نومبر میں پیدا ہوئے اُن میں علم دوستی کی قدر بھی مشترک تھی۔ ٹیپو سلطان بھی عربی، فارسی، اُردو، فرانسیسی اور انگریزی زبان پر بڑی دسترس رکھتے تھے۔ وہ ذاتی کتب خانہ رکھتے تھے۔ ٹیپو سلطان بھی اپنی مملکت کو مملکت خداداد کہتے تھے۔ عبادات کے حوالے سے علامہ اقبال پر جو کیفیات زندگی کے آخری حصے میں طاری ہوئیں ٹیپو کو وہ جوانی میں ہی میسر آ گئی تھیں۔ طرزِ زندگی عام آدمی جیسا تھا۔ باوضو رہتے، تلاوتِ کلام پاک ٹیپو کے معمولات میں شامل تھا۔ ہر شاہی فرمان کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرتے۔ زمین پر کھدر بچھا کر سوتے۔

ہندوستان کو انگریزوں اور مرہٹوں سے بچانے کے لیے ملکی ہی نہیں غیر ملکی قوتوں سے بھی رابطے میں رہتے۔ نظام الملک یعنی حیدر آباد کے نظام کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی کہ وہ اپنے اصل دشمنوں کو پہچانے۔ اُنہیں ہر قسم کے تعاون کی پیش کش کی۔ حتیٰ کہ باہمی رشتوں کی پیشکش کی تا کہ تعلقات گہرے اور مضبوط ہو جائیں اور اصل دشمنوں کے خلاف مل کر جنگ کی جائے۔ لیکن نظام الملک انگریزوں اور مرہٹوں کی طاقت سے خوفزدہ تھے۔ بہر حال ٹیپو سلطان جو اپنے نظریات پر چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔ انگریز اور اُس کے مقامی اتحادیوں بلکہ صحیح تر الفاظ میں اُس کے ایجنٹوں سے ٹکرا گئے۔ دشمن کو شدید جانی نقصان پہنچایا۔ لیکن 4 مئی 1799ء کو میسور کا یہ شیر سرنگا پٹم کے قلعہ کے دروازے پر اپنے نظریات کو دانتوں سے پکڑے ہوئے شہید ہو گیا۔ اُسے صلح کی پیش کش ہوئی لیکن اُس نے یہ کہہ کر اسے رد کر دیا کہ: ’’شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔‘‘

علامہ اقبال نے 1929ء میں شہید سلطان کے مزار پر حاضری دی۔ تین گھنٹے وہاں گزارے ظاہر ہے اُس شیر ربانی کو خراج تحسین پیش کرتے رہے ہوں گے اور امتِ مسلمہ خصوصاً مسلمانانِ ہند کی زبوں حالی پر آنسو بہاتے رہے ہوں گے۔ بہر حال باہر نکلے تو شدتِ جذبات سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ٹیپو سلطان کی وصیت کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس کے دو اشعار پیش خدمت ہیں:

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دل نہ کر قبول!

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

اکبر الہ آبادی نے بھی ٹیپو سلطان کو منظوم خراج تحسین پیش کیا جس کا ایک شعر ہے:

ہند کی قسمت ہی میں رسوائی کا سامان تھا
ورنہ تو ہی عہد آزادی کا ایک عنوان تھا

اے کاش! اے کاش! آج کا مسلمان علامہ کے پیغام کو سمجھ سکے، ٹیپو سلطان کے کردار کو اپنا سکے تو مسلمان آج دنیا میں جس ذلت و رسوائی کی زندگی گزار رہا ہے، اُس سے چھٹکارہ حاصل ہو جائے۔ پھر کشمیر ہو یا فلسطین، برما ہو یا بوسنیا کوئی مسلمان کا خون بہانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ ڈنمارک کا کوئی سیاست دان حضور ﷺ کی توہین نہیں کر سکے گا۔ امریکہ کا کوئی پادری قرآن جلانے کا سوچ نہ سکے گا۔ یہ سب مسلمان کے ضعف اور اُس کی کمزوری اور ناتوانی کا نتیجہ ہے۔ ہماری نظریاتی پختگی اور اللہ اور اُس کے رسول کی غیر مشروط اطاعت ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کو یہ سن اور سمجھ لینا ہوگا کہ علامہ اقبال نے ہمیں جو پیغام اپنے آنسوؤں سے دھو دھو کر پہنچایا ہے اور ٹیپو سلطان نے اپنا خون اس سرزمین میں جذب کر کے جو راہ ہمیں دکھائی ہے اگر ہم اِس سے اعراض کرتے رہے اور دنیا کی موج مستی میں مشغول رہے تو ذلت و رسوائی کی اور منزلیں بھی ہم سے طے کروائی جائیں گی۔ ہماری آئندہ نسل بدتر غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگی۔

ہماری اولاد کا شاندار دنیوی مستقبل اور اُخروی نجات کا راز یہ ہے کہ ہم اپنے دشمن کو پہچانیں اُس کے نظام کو پہچانیں اور اِس سب کچھ کو رد کرتے ہوئے نظام مصطفی ﷺ کی طرف بڑھیں اسی میں ہماری نجات ہے۔ اے اللہ ہمیں اُس راہ پر گامزن کر جو ہمیں ایک غازی اور ایک شہید نے دکھائی۔ آمین یا رب العالمین

ہم نے اپنے افغان بھائیوں کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے امریکہ کی مدد کی جو کہ ایک شرمناک طرز عمل تھا: ایوب بیگ مرزا

جو پاکستانی کہتے ہیں کہ ہم نے امریکہ کے لیے قربانیاں دیں انہیں شرم آنی چاہیے کہ انہوں نے کرائے کے قاتل کا کردار ادا کیا اور امریکی جنگ میں اپنے آدمی مروائے: اوریا مقبول جان

پاکستان کو اگر اپنا مفاد دیکھنا ہے تو اس کے لیے اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے پہلے خود انحصاری کی طرف آنا ہوگا: رضاء الحق

صدر ٹرمپ کی ٹویٹ اور عمران خان کا جواب کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکہ کے صدر ٹرمپ نے حال ہی میں پاکستان پر کیا الزام لگایا اور کیوں لگایا؟

رضاء الحق: اصل میں یہ صدر ٹرمپ کا فاکس نیوز کے لیے ایک انٹرویو تھا جو 18 نومبر 2018ء کو ہوا۔ جس میں مختلف موضوعات پر اس سے سوال کیے گئے تھے۔ پاکستان کے حوالے سے جو سوال کیے گئے ان کے جواب میں اس نے پاکستان پر ایک الزام لگایا کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں موجود تھا۔ اس کی موجودگی کا ذمہ دار پاکستان تھا کیونکہ پاکستانیوں کو اس کی موجودگی کا پتا تھا۔ دوسرا الزام یہ لگایا کہ ہم پاکستان کو امداد دیتے تھے لیکن اس نے ہمارے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ اس نے افغانستان میں ہماری کوئی مدد نہیں کی۔ اس کے جواب میں ہمارے وزیراعظم عمران خان نے چند باتیں گنوائیں کہ ہم نے امریکہ کی جنگ میں ستر ہزار سے زیادہ اپنے لوگوں کی قربانیاں دیں، ہمیں تقریباً ایک سو تیس بلین ڈالر کا نقصان ہوا، ہم اب بھی امریکہ کو فری لائنز مہیا کر رہے ہیں اور ہمارے قبائلی علاقوں کے لوگ بہت متاثر ہوئے وغیرہ۔ اس پر ٹرمپ نے اپنی دوسری ٹویٹ میں کہا کہ پاکستان ہم سے جھوٹ بولتا ہے، دھوکہ دیتا ہے اور ہمیں بیوقوف سمجھتا ہے۔ اس پر عمران خان نے جواب میں کہا کہ آپ ہم پر الزام لگا رہے ہیں لہٰذا اب ہم آپ کی جنگ کا حصہ نہیں بنیں گے۔ بلکہ اب ہم وہی کریں گے جس میں پاکستان کا مفاد ہوگا۔

سوال: امریکہ اس طرح کی دھمکیاں کیوں دے رہا ہے کیا پاکستان کے خلاف یہ کوئی نئی گیم کھیلی جا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکہ معاشی اور عسکری لحاظ سے ایک سپریم طاقت بن گیا ہے لیکن اخلاقی لحاظ سے امریکی قوم اور حکمرانوں کا معیار بہت گر چکا ہے۔ امریکی تاریخ میں ہنری کسنجر سب سے بہترین وزیر خارجہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس نے خود کہا تھا کہ امریکہ اپنے دشمنوں کے لیے اتنا خطرناک نہیں جتنا دوستوں کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔ یعنی امریکی جتنے خطرناک دوستوں کے لیے ثابت ہوتے ہیں اتنے دشمنوں کے لیے نہیں ہوتے۔ یہ ایک جملہ امریکی قوم کی ذہنیت اور سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن ہم نے اپنے افغان بھائیوں کے خلاف اور ان کی ایک اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ان کی مدد کی جو ہمارا ایک شرمناک طرز عمل تھا۔ امریکہ نے افغانستان پر یکم جنوری 2018ء سے لے کر 30 ستمبر تک یعنی صرف نو ماہ میں پانچ ہزار سے زیادہ بم گرائے اور اب تک ہزار بلین ڈالر خرچ کر چکا ہے لیکن اسے وہاں ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملا۔ امریکی قوم بظاہر ترقی یافتہ قوم کہلاتی ہے لیکن اخلاقی لحاظ سے دنیا کی پست ترین قوم ہے۔ لیکن ہم ایسی قوم کی مدد کرتے رہے یہ ایسے ہی ہے کہ ہم اتنے سالوں سے سانپ کو دودھ پلاتے رہے جواب ہمیں ڈسنا چاہتا ہے۔ یہ ان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو ڈستے ہیں۔ جب وہ ویت نام سے نکلے تھے تو کمبوڈیا کو تباہ و برباد کر دیا تھا حالانکہ اس کا کیا قصور تھا۔ جنرل حمید گل مرحوم نے صحیح کہا تھا کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ۔ یعنی وہ اصل میں افغانستان میں پاکستان کو بالخصوص ہماری ایٹمی صلاحیت کو تباہ و برباد کرنے کے لیے آئے تھے۔ لیکن پاکستان نے انتہائی ناعاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے ان کی مدد کی، گویا اپنے خلاف مدد کی۔

سوال: کیا امریکی صدر کا پاکستان مخالف بیان کسی خاص مقصد کی طرف پیش قدمی ہے؟

اوریا مقبول جان: میرے خیال میں وہ پیش قدمی کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ کیونکہ آج سے سترہ سال پہلے اس کا بیان اس طرح کا تھا کہ تم آج فیصلہ کر لو کہ تم ہمارے دوست ہو یا دشمن۔ اگر تم ہمارے دشمن ہو تو پھر ہم تم کو دیکھ لیں گے۔ دنیا کی پانچ ہزار سال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسی جنگ ہوئی جس میں پوری دنیا ایک طرف تھی اور دوسری طرف چند سرفروش طالبان تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ جنگ عظیم اول اور دوم میں آدھی دنیا ایک طرف تھی اور آدھی دنیا دوسری طرف تھی۔ ویت نام کی جنگ میں روس اور چین ایک طرف تھے اور باقی ممالک امریکہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ تمام جنگیں ایسی تھیں جن میں دنیا دو گروہوں میں تقسیم ہو چکی تھی لیکن یہ جنگ بالکل منفرد ہے۔ اس جنگ میں امریکہ نے 1070 ارب ڈالر خرچ کیے۔ اس جنگ کی وجہ سے امریکہ کے آٹھ لاکھ فوجی پاگل ہو چکے ہیں اور روزانہ 22 لوگ خودکشی کر رہے ہیں۔ افغانستان میں روزانہ 45 امریکی اور اس کے ٹرینڈ شدہ لوگ مر رہے ہیں۔ لہٰذا آج امریکہ کی صورتحال مختلف ہے۔ امریکہ ہمیشہ کرائے کے فوجیوں سے جنگیں لڑتا رہا ہے۔ اس نے سکول آف تھاٹ کھولا ہوا تھا جس میں دس مختلف ممالک کے لوگوں کو ٹریننگ دیتا تھا اور ان سے جنگ لڑواتا تھا۔ ہمارے پاکستانی امریکہ کو کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لیے قربانیاں دی ہیں۔ انہیں شرم آنی چاہیے

ایسی بات کہتے ہوئے کیونکہ انہوں نے امریکہ کے کرائے کے قاتل کے طور پر کام کیا اور اس کی جنگ کرتے ہوئے مرے ہیں۔ اس کے باوجود طالبان نے اس کو شکست دی ہے۔ یہ ان کے لیے بڑی ذلت ورسوائی کی بات ہے۔ آج طالبان کی پوزیشن افغانستان میں یہ ہے کہ وہ تمام صوبوں میں لیڈ کررہے ہیں۔ زلمے خلیل زاد نے بیان دیا ہے کہ طالبان نے آئندہ الیکشن کے لیے ہمارے پاس شرائط رکھی ہیں اور ہم ان کی شرائط کو تسلیم کرلیں گے۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شمالی افغانستان (شمالی اتحاد کا علاقہ) سے بھی جو بندہ منتخب ہوکر آئے گا وہ بھی ہماری پسند کا ہوگا۔ جب روس میں طالبان سے مذاکرات ہو رہے تھے تو امریکہ نے منتیں کیں کہ ان مذاکرات میں ہمارے آدمیوں کو بطور مشاہدے کے بٹھالو۔

سوال: امریکہ کی ڈومور سے کیا مراد ہے؟

اوریا مقبول جان: یہ پاکستان کے حوالے سے ایک خطرہ ہے۔ پتا نہیں پاکستان اس خطرے کے لیے تیار ہے یا نہیں۔ اس کو تیار ہونا چاہیے۔ ویت نام سے جب امریکہ نکل رہا تھا تو اس نے ساتھ ہی کمبوڈیا پر الزامات لگانے شروع کردیے تھے کہ اس کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی اور یہ بہانہ بنا کر اس نے کمبوڈیا پر حملہ کرکے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ مجھے خطرہ ہے کہ امریکہ پاکستان کے ساتھ کمبوڈیا والا سلوک نہ کرلے۔ لیکن یہ اس کے لیے آسان نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان کمبوڈیا نہیں ہے۔ البتہ وہ پاک بھارت جنگ کروانے کی کوشش کرے گا۔

سوال: پاکستان ہر وقت امریکہ کے ہاتھوں استعمال کیوں ہوتا ہے؟

اوریا مقبول جان: ہماری تربیت اس طرح کی ہوئی ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ 1905ء میں جب بھرتیاں ہورہی تھیں تو ہم نے بھرتی ہوکر خانہ کعبہ میں جاکر گولیاں چلائیں تھیں۔ آج بھی ہڈالی کے علاقے میں ایسے لوگوں کی یادگار ہے جنہوں نے خانہ کعبہ کو فتح کرکے دیا تھا اور حجاز کو وہاں پر شکست ہوئی تھی۔ اسی طرح ہم عراق میں انور پاشا کی فوج کے خلاف لڑے تھے۔ وہاں دس ہزار ہندوستانی مارے گئے تھے۔ پھر دوسری جنگ عظیم میں ہمارے تیس فیصد لوگ ایسے تھے جو وہاں پر لڑے تھے۔ پھر ہم برما میں لڑے تھے۔ ہمیں تو ٹریننگ ہی یہ دی گئی ہے۔ ہمیں اس سے نکلنا پڑے گا۔ عمران خان نے جو ٹویٹ کیے ہیں وہ بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔

اس لیے کہ اتنی ذلت آمیز شکست کے بعد پاکستان کا امریکہ کے ساتھ کھڑا ہونا بنتا نہیں تھا۔ پاکستان میں صرف ان لوگوں کو تکلیف ہورہی ہے جو یہاں پر امریکہ کا کھاتے ہیں، جو سیکولر ہیں یا این جی اوز وغیرہ ہیں باقی کوئی نہیں چاہتا کہ امریکہ یہاں رہے۔ اسی طرح پہلے ہم سمجھتے تھے کہ فوج امریکہ کے اسلحے کے بغیر نہیں چل سکتی لیکن اب ہم نے اس پر انحصار ختم کردیا ہے اور یہ امریکہ کو پتا چل گیا ہے۔

سوال: ٹرمپ نے اسامہ کے حوالے سے پاکستان پر جو الزام لگایا کیا وہ سچ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اطلاعات کے حوالے سے پاکستان کی ایجنسیوں کا رول ہمیشہ اچھا رہا ہے۔ اگر اسامہ یہاں ہوتا تو لازمی ہماری ایجنسیوں کو پتا

> امریکی قوم بظاہر ترقی یافتہ قوم کہلاتی ہے لیکن اخلاقی لحاظ سے دنیا کی پست ترین قوم ہے۔ ہم ایسی قوم کی مدد کرتے رہے یہ ایسے ہی ہے کہ ہم اتنے سالوں سے سانپ کو دودھ پلاتے رہے جواب ہمیں ڈسنا چاہتا ہے۔

ہوتا۔ کیا ہماری ایجنسیاں اتنی بیوقوف تھیں کہ انہوں نے اسامہ کو ایبٹ آباد میں اپنے ہیڈ کوارٹر کے قریب رکھا ہوا تھا؟ امریکہ کو جب صدام حسین ملا تو انہوں نے اس کی نمائش کرکے اس کو پھانسی پر چڑھایا، اسامہ کا معاملہ تو صدام سے بہت آگے کا تھا۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر وہ واقعتاً اسامہ کو پالیتے تو بہت بڑی نمائش کرتے اور بڑی بڑی تقریبات منعقد کی جاتیں۔ جن فوجیوں نے ایبٹ آباد آپریشن کیا تھا وہ سارے مار دیے گئے تاکہ کوئی راز باقی نہ رہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسامہ وہاں پر نہیں تھا البتہ اسامہ کی فیملی کے کچھ لوگ وہاں پر تھے جن کو انہوں نے آپریشن کے لیے جواز بنایا۔ اگر فرض کرو اسامہ یہاں پر ہوتا اور ہماری ایجنسیوں نے اس کو تحفظ دیا ہوتا تو امریکی فوجی کبھی اس تک نہ پہنچتے۔ لیکن اس وقت ہماری حکومت کا کردار بہت شرمناک تھا۔ اس آپریشن کے بعد وزیراعظم گیلانی نے بیان دیا کہ یہ فتح عظیم تھی جو ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ یعنی ایک دوسرے ملک نے وہاں آپریشن کیا اور اس کو فتح قرار دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ وہاں پر موجود ہوتا تو دوسرے ملک کو وہاں آپریشن کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اگر وہ واقعی مجرم تھا اور پاکستان میں تھا تو اس کو پاکستانی ایجنسیوں کو پکڑنا چاہیے تھا۔ اصل میں اس وقت امریکہ میں مڈٹرم الیکشن قریب تھے اور اوبامہ اپنی کامیابی کے لیے امریکی عوام کو کوئی سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ اس کا نتیجہ وہی نکلا جو اوبامہ چاہتا تھا کہ یہ واقعہ جب میڈیا نے دکھایا تو امریکہ کے شہروں میں عوام خوشی کے ساتھ سڑکوں پر نکل آئے۔

سوال: عمران خان نے آخری ٹویٹ میں کہا کہ اب ہم وہ کریں گے جو پاکستان کے مفاد میں ہوگا۔ آپ کے خیال میں اس جواب کے کیا مضمرات ہوں گے؟

رضاء الحق: عمران خان کے بہت سے بیانات حقیقت سے دور ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ پاکستان اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے بیانات کو عملی جامہ پہنا سکے۔ بالخصوص ہماری سیاسی حکومت اتنی مستحکم نہیں ہے۔ معاشی لحاظ سے تو پاکستان بہت بری حالت میں ہے کیونکہ پاکستان ہمیشہ دوسروں پر انحصار کرتا رہا ہے۔ عمران خان نے روس اور چائنہ کے سہارے یہ بیان دیا ہوگا لیکن امریکہ اس وقت ایک گریٹر گیم کررہا ہے جس میں چائنہ اور روس کو بھی وہ شامل کررہا ہے۔ وہ افغان جنگ کو کرائے کے فوجیوں کے حوالے کرنا چاہ رہا ہے جن کو بلیک واٹر والے آپریٹ کریں گے۔ پاکستان نے اگر اپنا مفاد دیکھنا ہے تو اس کے لیے پہلے ہمیں خود انحصاری کی طرف آنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنی معیشت کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: امریکہ اب افغانستان میں کرائے کے فوجیوں (بلیک واٹر) کے ذریعے جنگ کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس سے وہ کامیاب ہوجائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ اب افغان جنگ کو پرائیوٹائز کررہا ہے لیکن تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کرائے کے فوجیوں نے کوئی فتح حاصل کی ہو۔ وہ صرف فساد وابتری پھیلائیں گے۔ اگر دیکھا جائے تو ابتری تو خود امریکہ نے بھی پھیلائی ہوئی ہے۔ امریکہ نے اس سے پہلے داعش کے ذریعے ایسا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ افغانستان میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ امریکہ داعش کو بھی دہشت گرد کہتا تھا لیکن خفیہ طریقے سے ان کی مدد کرتا تھا۔ سابق افغان صدر حامد کرزئی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ فلاں فلاں جگہ پر امریکہ کے ہیلی کاپٹر آتے تھے اور داعش کی مدد کرتے تھے۔ اس نے باقاعدہ اعداد وشمار کے ساتھ بتایا۔ انٹرویو لینے والا ایک امریکی تھا جو اس کی باتیں سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ تو امریکہ کی اگر ایسی

پست ترین اخلاقیات ہوگی تو وہ زیادہ دیر تک دنیا کی سپریم پاور نہیں رہ سکے گا۔

سوال: پاکستان کب تک امریکہ کی خدمت کرتا رہے گا، کیا اب اسے علیحدہ نہیں ہونا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان نے ٹرمپ کو جو جواب دیا ہے وہ بالکل ٹھیک دیا ہے۔ اگر ہم اپنی صورت حال کو مائنس پلس کر کے جائزہ لیں تو ابھی ہماری کوئی پوزیشن نہیں ہے کہ ہم میدان میں کود سکیں۔ ہمیں تو اب do and die کا معاملہ کرنا پڑے گا تاکہ ہم ایک اچھی، باوقار اور بہادر قوم کی طرح زندہ رہیں یا پھر ختم ہو جائیں۔ وگرنہ جس سطح پر ہم ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اگر وہی انداز اپنایا گیا تو پھر ذلت وخواری کی آخری حد کی طرف چلے جائیں گے۔ جس کا انجام بہت برا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس میدان میں کودنا پڑے گا۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اب امریکہ کو کہا جائے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ ہم آپ کی کوئی مدد نہیں کر رہے تو ہمیں منظور ہے پھر آپ کا پاکستان سے لاجسٹک سپورٹ حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے۔ حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ ان کے لیے یہ گزرگاہ بند کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس جواب کے ساتھ ساتھ عملی اقدام کی بھی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے تو سفارتی سطح پر اقدام کرنا چاہیے۔ امریکہ کے صدر کا عہدہ ایک اہم عہدہ ہے۔ اس کے اس بیان پر امریکی سفیر کو طلب کر کے اس سے وضاحت طلب کی جائے کہ ایسی بات کیوں کہی گئی۔ پھر امریکہ کا راستہ بند کیا جائے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب چوبیس فوجی قتل ہوئے تھے تو اس پر ہم نے اس کا راستہ بند کیا تھا پھر اسے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ دوسرے ممالک نے اس سے بہت زیادہ چارجز وصول کیے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بات سے ہی اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ اسی طرح ہم نے اس جنگ میں جو خرچہ کیا اور قربانیاں دیں ساری دنیا میں معقول طریقے سے اس کا ڈھنڈورا پیٹنا چاہیے اور اس حوالے سے اقوام متحدہ سے بھی رجوع کرنا چاہیے۔ یعنی اس کے اس بیان پر اس کو پوری دنیا میں بدنام کرنا چاہیے کہ یہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ ان کے جھوٹ کو کھولنا چاہیے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پریس ریلیز 30 نومبر 2018ء

100 روزہ کارکردگی میں پاکستان کو ریاستِ مدینہ کی مثل بنانے کی طرف کوئی واضح اور ٹھوس پیش قدمی سامنے نہیں آئی

یکساں تعلیمی نصاب کا اعلان ایک مثبت قدم ہے مگر دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم کو غالب کرنا کسی طرح بھی موزوں نہیں

حافظ عاکف سعید

100 روزہ کارکردگی میں پاکستان کو ریاستِ مدینہ کی مثل بنانے کی طرف کوئی واضح اور ٹھوس پیش قدمی سامنے نہیں آئی۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ یکساں تعلیمی نصاب کا اعلان ایک مثبت قدم ہے مگر یاد رہے دینی مدارس جو کہ قدیم دینی علوم کے ''مراکز تخصص'' یعنی Specialization centers کی حیثیت رکھتے ہیں، کے نصاب میں عصری علوم کو غالب کرنا کسی طرح بھی موزوں نہیں۔ البتہ عصری علوم کی مناسب آمیزش کا یہ کام جید علماء کی سرکردگی میں قائم کردہ کمیٹی کے ذریعے ہونا چاہیے تاکہ اعتماد کی فضا قائم ہو اور معاملہ سیاست کی نذر نہ ہو جائے۔ اُنہوں نے علماء سے بھی درخواست کی کہ وہ حکومت سے کسی قسم کی بات چیت کرنے سے پہلے اِس حوالے سے یک زبان ہو جائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ عصری تعلیم کے اداروں خصوصاً O&A لیول میں بڑھتے ہوئے الحادی نظریات کا سدباب کیا جائے اور اِن اداروں میں قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیم دی جائے تاکہ ہماری اگلی نسل اسلام اور پاکستان کی وفادار ہو۔ کرتار پور بارڈر کے کھولنے پر انہوں نے کہا کہ یہ عمل خوش آئند ہے۔ اس سے عالمی دنیا کے سامنے پاکستان کی امن پسندی اور اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے مثبت رویہ سامنے آنے کے ساتھ یہ سفارتی سطح پر ایک کامیاب قدم ہے۔ تاہم ہمارے اداروں کو بھارت کی طرف سے جاسوسی وغیرہ جیسے منفی اقدامات کے بروقت سدباب کرنے کے لیے چوکنا رہنا چاہیے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ دسمبر 2018ء ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ ملکی اور عالمی حالات — ایوب بیگ مرزا

☆ قرآن حکیم میں ذکرِ رسول ﷺ — ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

☆ مسلمان: دہشت گرد یا مجاہد؟ — پروفیسر عبداللہ شاہین

☆ ماں کی عظمت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ تصورِ اقبال میں عورت: چراغِ خانہ یا شمعِ محفل؟ — پروفیسر عبدالعظیم جانباز

☆ اصلی اور فرعی مسائل میں مخالفین کے ساتھ برتاؤ کے فقہی ضابطے (۳) — ڈاکٹر احمد بن سعد الغامدیؒ

☆ حِمار بطور ایک تہذیبی علامت — محمد عمران خان

☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۱۷) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

3۔ ارضِ ملکِ خداست

1 سرگزشتِ آدم اندر شرق و غرب | بہرِ خاکے فتنہ ہائے حرب و ضرب!

(وہی) آدم (جو اللہ تعالیٰ کا نائب ہے) مشرق و مغرب میں (کل روئے ارضی پر) آج مٹی (زمین اور ملکی حدود میں اضافہ) کے فتنہ میں پڑ کر جنگ و جدل میں مصروف ہے

2 یک عروس و شوہرِ او ما ہمہ | آں فسوں گر بے ہمہ ہم با ہمہ!

(انسان مادی وجود رکھتا ہے مگر خودی کی وجہ سے مسجودِ ملائک بنا آج مادیّت پرستی کی وجہ سے زمینی خواہشات میں مبتلا ہے) یہ دنیا ایک دلہن ہے اور اس کے شوہر ہم سب ہیں اور یہ جادوگرنی سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے الگ بھی

3 عشوہ ہائے او ہمہ مکر و فن است | نے ازانِ تو نہ ازآنِ من است!

اس (دنیاوی زندگی) کے سارے ناز نخرے (رنگینیاں اور دلرُبائیاں) سب دھوکہ اور فنکاری ہے (اس دنیا کے ناز اور نعمتیں درحقیقت) نہ تیرے لیے ہیں نہ میرے لیے (سب موت تک ہیں)

1۔ روئے ارضی پر ابنِ آدم کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ڈارون کا انسان کروڑ ہا سال قدیم ہو مگر قرآن مجید کا انسان حضرت آدم علیہ السلام آج سے بمشکل دس ہزار سال پہلے دنیا میں تھے (بائبل عہدنامہ عتیق بھی اسی طرح ہے) یہ تاریخ اہل علم کے سامنے ہے۔ عہدِ قدیم ہو یا آج کا الٹرا ماڈرن (ULTRA MODREN) دور ہو یا زمانہ قدیم قبل از تاریخ، شواہد یہی بتاتے ہیں کہ انسانی تاریخ جنگوں، مار دھاڑ اور لوٹ مار سے بھری ہوئی ہے۔ چند سو کلو مٹی یا پتھر (دھاتیں اور معدنیات سونا، یورینیم، ہیرے، جواہرات) وغیرہ یا چند سو کلو میٹر رقبہ پر قبضہ اور اپنی سلطنت کی توسیع (COLONIZATION) پر بڑی خون ریز جنگیں ہی جنگیں ہیں۔ یہ سونا اور ہیرے جواہرات اسی زمین کی سطح سے نکلتے ہیں اور چاہے انسان قبر میں ساتھ لے جائے یہیں روئے ارضی پر رہ جاتے ہیں۔ لیکن اسی نکتہ پر ہر روز روزِ جنگ ہے اور آج بارود اور ایٹمی اسلحہ کی وجہ سے تباہی بھی MEGA SCALE پر ہے۔

2۔ انسان کے دو وجود ہیں: ایک مادی وجود (جو خاکی الاصل ہے) دوسرا خودی (جو نوری الاصل ہے) جسے قرآن مجید کی اصطلاح میں 'روح' کہا گیا ❶ ❷ یا اس روح کو تجرباتی احساس کے طور پر ضمیر کا نام دیا جاتا ہے مگر آج مغرب کی لادین تہذیب اور اس کے خدا بے زار علم کے فروغ کی وجہ سے انسان مادیت پسند (MATERIALISTIC) اور زمینی و دنیاوی خواہشات کا بندہ بن کر رہ گیا ہے۔ دنیاوی وسائل محدود ہیں مگر انسانی خواہشات لامحدود ہیں۔ ہر بڑا آدمی جس کو موقع مل جائے کل روئے ارضی پر اپنا اقتدار پھیلانا چاہتا ہے (اگرچہ کامیاب نہ ہوسکے) ڈالروں میں ارب پتی بننے کا خواہشمند شاید ہر دوسرا شخص ہے۔ یہ دنیا (اس کے وسائل عیش) ایک دُلہن ہے اور اس کے شوہر اربوں افراد ہیں۔ درحقیقت یہ دُلہن (دنیا) کسی کی بھی نہیں یہ ایک جادوگرنی ہے جو انسان کو اپنے فنکاری کے ذریعے خودی سے غافل کر دیتی ہے یہ سب کے ساتھ بھی ہے اور حقیقتاً کسی کی بھی نہیں۔ ع

سکندر جب گیا دنیا سے ، دونوں ہاتھ خالی تھے

3۔ اس زندگی میں دنیا کی رنگینیاں اور دلربائیاں اتنی مسحور کن ہیں کہ انسانوں کی ایک عظیم اکثریت اس کے چکر اور دھوکے میں آ کر اپنی حقیقت کے ساتھ خالقِ کائنات، آخرت، اپنے نبی علیہ السلام اور آسمانی ہدایت کو یکسر بھلا کر حیوانوں کی سطح پر بلکہ اس سے نیچے گر کر زندگی گزار رہی ہے۔ حالانکہ دنیا کی یہ رنگینیاں 'مکر و فن' اپنی مصنوعی ACTING اور فنکاری کے سوا کچھ نہیں۔ یہ دنیا دراصل نہ مجھ سے اور نہ تجھ سے کسی سے وفا کرنے والی نہیں ہے۔ مشاہیر عالم اور بادشاہوں کی زندگیاں بظاہر آسودگی اور اطمینان کی آئینہ دار ہوتی ہیں مگر اُن کے بھی موت کے وقت کے الفاظ (کئی کتابیں اس موضوع پر مطبوعہ موجود ہیں) پڑھیں اور سنیں تو ایک غریب اور بے کس آدمی کو بھی حسرت ہوتی ہے کہ بظاہر ٹھاٹھ باٹھ والی زندگی کے پس پردہ اطمینانِ قلبی اور باطنی سکون کا فقدان ہے۔ یہ قناعت اور اللہ کی قلیل نعمتوں پر بھی اس کا شکر ادا کرنا ہی سب سے بڑی دولت ہے، جو بے سروسامانی میں بھی میسّر آسکتی ہے۔

❶ علامہ اقبال نے خودی اور روح کے بارے میں اُردو کلام میں فرمایا ہے ۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

❷ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا: ﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ﴾ (صٓ: 72)
''جب میں اس کو درست کرلوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا''

غیرت ہے بڑی چیز

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

افغانستان میں متکبرانہ گھن گرج سے اترتے امریکہ نیٹو کے جنگی لشکر...... پوری انسانی تاریخ کے جنگجو جن کے آگے ہیچ تھے۔ جدید ترین ٹیکنالوجی، آتش و آہن سے لیس...... 8 اکتوبر 2001ء کی وہ رات بے انتہا تاریک تھی۔ اسلامی تاریخ کے جنگی معجزات یوں تو از بر تھے، لیکن 49 ممالک کی متحدہ قوت۔ ان کے آگے گھٹنے ٹیک دینے والا پاکستانی کمانڈو۔ امید کی آخری کرن بھی بجھ سی گئی۔ روس کا انجام اگرچہ ابھی تازہ ہی تھا لیکن خلاف معمول پوری مسلم دنیا کے دم سادھ لینے کی بنا پر مایوسی اُمڈی چلی آ رہی تھی۔ غزوۂ احزاب یہی تو تھا۔ چھوٹی سی مدینہ کی بستی پر تمام اتحادی کفر کی یلغار تھی۔ اندر سے یہودی قبیلہ اور منافقین پیٹھ میں چھرا گھونپنے کو تیار تھے۔ زلزلوا زلزالاً شدیداً صحابہؓ بھی ہلا مارے گئے تھے۔ جانیں حلق کو آ گئیں۔ لیکن پھر اللہ کی مدد آ کر رہی۔ 5 ہجری کا یہ معرکہ تقریباً سوا چودہ سو سال بعد پھر روئے زمین کی واحد امارت اسلامیہ کو درپیش تھا۔ دندناتے، گرجتے، چنگھاڑتے طیاروں کے بیچ ٹمٹماتے جگنو! یادش بخیر! بی بی سی، سی این این فتح کے نشے میں چور جابجا مجاہدین کے بکھرے لاشے فخریہ دکھا رہے تھے۔ غزوۂ احد، احزاب نہ ہوئی ہوتی، سورۃ آل عمران اور سورۃ الاحزاب کی روشنی نہ ہوتی تو غم سے مر جانا عین برحق تھا! حضرات حمزہؓ، مصعب بن عمیرؓ، عبداللہ بن جحشؓ میدان احد میں نہ دیکھے ہوتے تو وہ دن کبھی گزر نہ پاتے۔ ملا عمر کے ایمان کی ضو، ان کے ساتھیوں کی بے مثل پامردی نے آج وہ دن دکھایا جو اسلامی تاریخ کا دم بخود کر دینے والا باب ہے! پورے افغانستان میں بکھرے بے سروسامان طالبان۔ وہ مجاہدین جن کا سپہ سالار بھی نظروں سے اوجھل تھا۔ ہر مجاہد اپنا سپہ سالار خود تھا۔ جھوٹ، فریب، دجل دھوکوں کی دنیا نہ ہوتی، تو شجاعت، عزیمت، پامردی کے ان بے مثل افغان مجاہدوں کو پوری دنیا سلام کرتی!

آخر کیا ہوا؟ امریکی تاریخ کی طویل ترین، مہنگی ترین، مہلک ترین جنگ، اس ملک کے خلاف تمام لدے پھندے صلیبیوں نے مل کر لڑی، جس کی نہ بری فوج، نہ بحری، نہ فضائی۔ مواصلاتی ذرائع ناپید۔ ملا عمر موٹر سائیکل پر بیٹھ کر دشمن کے نرغے سے نکل گئے! اور افغانستان ہمیشہ کی طرح حملہ آوروں کے لیے دلدل بن گیا۔ نکلنے کی ہر کوشش اور گہرا دھنساتی چلی گئی۔ بقول ملا عمرؒ...... ''گوند کا تالاب!''...... ''تمہارے پاس گھڑی ہے ہمارے پاس وقت...... آئے ہو اپنی مرضی سے، جاؤ گے ہماری مرضی سے!''...... سو آج جھنجلائی ہوئی سپر پاور ہمارا کھمبا نوچ رہی ہے۔ پہلے بیان آیا نیٹو سربراہ کا: ''لڑائی جاری رکھنا فضول ہے...... طالبان جنگ بند کریں!'' قندھار، غزنی، فراہ کے حملوں نے مزید چودہ طبق روشن کر دیے۔ کھسیا کر کہا: ''آج قیام امن کا اس سے بہتر موقع نہیں!'' اس کے بعد چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف امریکہ نے کہا: ''افغانستان میں طالبان اب بھی مضبوط پوزیشن میں ہیں۔ ہمیں لگی لپٹی بات کہنے کی بجائے طالبان کی مضبوط پوزیشن کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ طالبان بات چیت کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہو گی۔'' اس واشگاف اعتراف کے بعد اشرف غنی ممیائے: ''افغانستان کی داخلی سکیورٹی کی کمان ہاتھ میں لینے سے اب تک 30 ہزار سکیورٹی اہلکار ہلاک ہو چکے ہیں جن میں سیکڑوں امریکی فوجی بھی ہیں۔'' ہائے اس زود پشیمان کا پشیماں ہونا!

افغان سرزمین پر تابوتوں کا کاروبار خوب چمکا۔ 49 ممالک کو یہ تابوت برآمد کیے گئے۔ معذورین مزید۔ نفسیاتی مریض بھی جنہوں نے بالخصوص امریکہ جا کر مصیبتیں کھڑی کیں۔ بندوق زنی ایک وبا بن کر امریکہ میں پھیل گئی۔ سالانہ 30 ہزار اموات اس مکافات عمل کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ حال ہی میں کیلی فورنیا بار میں افغانستان میں لڑنے والے سابق فوجی نے نفسیاتی (جنگی) عارضے کی بنا پر ایک درجن مار دیے۔ 12 زخمی ہوئے۔ ایک لامنتہا خون آشامی تسلسل ہے۔ کاؤنٹر پنچ کی رپورٹ کے مطابق: ''کھلے عام ایسے واقعات کا تسلسل ایک پریشان حال، مضطرب معاشرے کی علامت ہے۔ یہ بلا کسی دوسرے ملک کی نسبت امریکہ میں بہت زیادہ ہے۔ ان گنت واقعات بتاتے ہیں کہ اپنی قیادت کو دنیا بھر میں خون کی ہولی کھیلتے دیکھ کر نسل نو کی نفسیات کو بھی لہو لگ گیا ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں آسمانی آفات کا نزول اس درجے غیر معمولی ہے کہ ناقابل یقین۔ آسمانی بلائیں بصورت ہولناک چکنا چور کر دینے والے طوفان، سیلابی ریلے اور اب سبھی کچھ چاٹ جانے والی آگ، آسمان سے باتیں کرتے شعلے، جلتے گھر، راکھ ہوتے اموال و اسباب، کیلی فورنیا کا وہ علاقہ جس کا نام پیراڈائز (جنت) تھا، آگ نے چاٹ لیا، جہنم زار بن گیا۔ شام، افغانستان، عراق اجاڑنے کے مناظر سب اب امریکہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اب یکا یک افغانستان میں سونڈ پر لگے داغوں کی بلبلاہٹ ریپبلکن صدر (پارٹی کا نشان ہاتھی ہے) ٹرمپ کی ٹویٹس میں دیکھی جا سکتی ہے۔ طالبان کی منت سماجت کام نہیں دے رہی۔ ان کا ایک ہی مطالبہ ہے: امریکی فوج کا انخلاء۔ سو اب ٹرمپ غصہ ہم پر نکال رہا ہے۔ فوکس نیوز کو انٹرویو دیا۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر چلاتی تصویر۔ لڑاکا دیہاتی عورت کی طرح سیاپا کرتے ہوئے بار بار واویلا کیا: ''پاکستان نے امریکہ کے لیے کچھ نہیں کیا۔'' پاکستان کو ایک ارب ڈالر سالانہ امداد بند کرنے کے جواز میں الزامات عائد کرتے ہوئے ٹویٹ کے آخر میں لکھا: Fool...... احمق!

پے در پے ٹویٹی حملوں کے دھڑا دھڑ جواب ہماری حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے آئے۔ عمران خان نے ٹرمپ کو آئینہ دکھایا: ''پاکستان نے اس جنگ میں 75 ہزار جانیں گنوائیں...... 123 ارب ڈالر کا معاشی خسارہ سہا...... قبائلی علاقہ جات کی تباہی اور لاکھوں لوگوں کی دربدری، دہشت گردی مخالف آپریشنز کی بنا پر ہوئی۔ پاکستان مفت زمینی فضائی سہولتیں فراہم کرتا رہا امریکہ اور اتحادی افواج کو۔ کیا ٹرمپ کسی اور اتحادی کی اتنی قربانیاں گنوا سکتے ہیں؟ 17 سالہ جنگ میں پاکستان نے جو نقصان اٹھائے اس کے مقابل 20 ارب ڈالر کی امریکی امداد کی کیا حیثیت ہے۔ اب تک جو ہوا سو ہوا۔ بہت بھاری نقصان اٹھا چکے۔ اب ہم وہی کریں گے جو ہمارے عوام اور قومی مفادات کا تقاضا ہے۔'' عمران خان کے ساتھ رضا ربانی، خواجہ آصف، اسفند یار ولی بھی ایک زبان رہے۔ تاہم وہ تمام افراد جواب پاکستان لتا کر، تباہ کر کے، ہر سطح پر

اپنے مقدر میں سیاہیاں بھر کے رو پیٹ رہے ہیں، یہ وہی تمام باتیں ہیں جنہیں لکھتے بولتے ہم ادھ موئے ہو گئے۔ خشمگیں، خونخوار نگاہوں سے دیکھ کر ایسے افراد کے منہ میں تکا دیا جاتا رہا: ''یہ ہماری جنگ ہے!''

اب بیک زبان سبھی، بلا استثناء یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ امریکہ کی جنگی بلا تھی جو ہم نے مول لی۔ سو پیاز بھی کھائے سو جوتے بھی! اس کی قیمت ہم نے معاشی، اخلاقی، نظریاتی، معاشرتی، سیاسی، صنعتی ہر سطح پر بہت بھاری ادا کی ہے۔ نقیب اللہ سے لے کر طاہر خان داوڑ تک، لال مسجد سے مولانا سمیع الحق کی شہادت تک 400 ڈرون حملے، قبائل میں شہادتیں، پامال خودمختاری، ہزاروں خاندانوں کے لاپتگان کا اذیت ناک المیہ اور ہماری انسانی حقوق کے باب میں روسیاہی۔ یہ امریکی دہشت گردی کی چڑیل جنگ ہی کی دین ہے۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ ڈنڈا اچھالتا ہے۔ پینٹاگون فوراً آنسو پونچھنے ٹھنڈا کرنے آ جاتا ہے۔ ہم واقعی احمق ہوں گے اگر اب بھی دم ہلاتے پیچھے چل دیئے! انجام کار وہ تاریخ میں نہتے ہو کر سربلند و سرخرو......
ہم ایٹمی طاقت...... لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ!

وزیراعظم نے وزیرستان کے دورے میں ایک مرتبہ پھر اپنا عزم دُہرایا ہے کہ پاکستان اب کسی اور کی جنگ نہیں لڑے گا۔ دوسروں کی مسلط کردہ جنگ اپنی سرزمین پر لڑ کر بھاری قیمت چکائی۔ اس موقف کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس جنگ کی نحوست ختم کرنے اور امن وامان بحال کرنے کے لیے پوری جنگ زدہ پالیسی درست کرنا ہو گی۔ جس جنگ کا اٹوٹ انگ توہین رسالتؐ ہے۔ ملکی سلامتی داؤ پر لگتی ہے اس الاؤ کو بھڑکانے سے۔ دھرنے کی سیاست خود عمران خان نے شروع کی۔ وہی فارمولا اگر شانِ رسالت پر دیوانے ہو کر اٹھنے والے استعمال کریں تو کریک ڈاؤن سے علاج ہو؟ بلاشبہ اس مقدس نام کا یہ حق ہے کہ ایسی تحریک متانت اور تہذیب کے تقاضوں کی اتم درجہ پابند ہو۔ تاہم یہ نہ بھولیے کہ دھرنا مزاجاً ایسی تحریک ہے جسے آپ کے اعلیٰ تعلیم یافتہ سیکولران بھی قابو میں نہ رکھ پائے۔ پارلیمنٹ، ٹیلی وژن کی عمارتوں پر ہلڑبازی اور معاشی نقصانات کسے یاد نہیں۔ سو، ایک تو اس معاملے کو حد درجے احتیاط سے نبٹائیں۔ دوئم یہ کہ اس کی آڑ میں آسیہ کو خاموشی سے تھما کر ملکی سلامتی داؤ پر لگانے کی حماقت نہ کریں۔

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں! طالبان سے مستعار لے لیجیے! ❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(22 تا 28 نومبر 2018ء)

جمعرات (22 نومبر) کو صبح 09:00 بجے تا نمازِ ظہر دارالاسلام میں تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (23 نومبر) کو قرآن اکیڈمی میں بعد نمازِ عصر فیصل آباد کے ایک رفیق تنظیم سے تفصیلی ملاقات رہی۔ ہفتہ (24 نومبر) کو 09:30 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی انجمن خدام القرآن کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ 12:30 بجے قرآن اکیڈمی ہی میں حیدر آباد (دکن) سے آئے ہوئے جناب محمد اسماعیل (ریٹائرڈ سیشن جج) سے ملاقات کی۔ موصوف معروف صحافی جناب عبدالکریم عابد مرحوم کے قریبی عزیز ہیں۔ بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں قطر سے آئے ہوئے ایک رفیق تنظیم سے ان کی خواہش پر ملاقات کی۔ منگل (27 نومبر) کو بعد نمازِ عشاء جامع مسجد بنتِ کعبہ، سمن آباد میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم ''سمن آباد'' کے رفقاء سے ملاقات کے پروگرام میں شرکت کی۔ رفقاء سے تعارف کے بعد معمول کے مطابق سوال وجواب کی نشست رہی۔ رفقاء کی طرف سے کیے گئے تمام سوالات کے جوابات دیے گئے۔ نائب ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر امتیاز احمد بھی پروگرام میں شریک رہے۔

ندائے خلافت کی قیمت میں اضافہ

ہمارے قارئین اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ندائے خلافت جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے، ایک خالصتاً دعوتی وتحریکی رسالہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس کی قیمت بہت کم رکھی گئی تھی۔ لیکن اب ہوش ربا مہنگائی، کاغذ کی قیمتوں میں اضافے اور طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر جنوری 2019ء سے رسالے کی قیمت 12 روپے سے بڑھا کر 15 روپے کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں سالانہ خریدار حضرات کو اب چار سو پچاس روپے کی بجائے 600 روپے ادا کرنا ہوں گے۔ ادارہ نے جن حالات میں یہ فیصلہ کیا ہے، اُن کی بنا پر امید ہے قارئین اِس فیصلہ کو برضا ورغبت قبول کریں گے اور ندائے خلافت کے ساتھ تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ (ادارہ)

نازک صورت حال اور اس کا مداوا

محمد فہیم، تیمر گرہ

حالات نے جو رخ اختیار کیا ہے اور اس سے جو موجودہ صورت حال بنی ہے اس کے کئی پہلو یا جہات ہیں جن پر قومی بیانیہ سامنے آرہا ہے۔ ہر کوئی اس ضمن میں ایک نقطہ نظر رکھتا ہے۔ حالات کی گھمبیریت کا تقاضا ہے کہ سرسری نظر سے دیکھتے ہی اس صورت حال کے ان مختلف پہلوؤں پر ایک تعمیری، غیر جانبدار اور قومی سلامتی کے حوالہ سے ایک مثبت اندازِ فکر کی اس وقت جو ضرورت ہے اس کی اہمیت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ قوم کی صحیح رہنمائی کے لیے کسی بھی سیاسی، مسلکی، علاقائی، ولسانی نظریہ سے وابستگی سے بالاتر ہو کر کام کیا جائے تاکہ ملک وقوم کو مزید تباہی اور ذہنی انتشار سے بچایا جاسکے۔ اس سانحہ کا پہلا پہلو یا جہت توہین رسالت کے سلسلہ میں آسیہ کیس کا فیصلہ ہے۔

اس میں دو رائے تو ممکن نہیں کہ توہین رسالت کی سزا اسلامی شریعت کی رو سے قتل ہی ہے۔ پاکستان کے قانون میں بھی اس جرم کی سزا پھانسی کا پھندا ہی ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران توہین رسالت کے کئی ایک مجرموں کو قتل کیا گیا تھا۔ اور خود حضور ﷺ نے بعض مرتکبان توہین کے متعلق براہ راست حکم دیا تھا کہ انھیں قتل کیا جائے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر فلاں مرتکب توہین رسولؐ خانہ کعبہ کے غلاف کے اندر پناہ لے تو بھی قتل کیا جائے۔ لہٰذا کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی مرتکب توہین رسولؐ کو کوئی استثنیٰ دی جائے۔ یہ ہر مسلمان کے ایمان کا سوال ہے اور اس پر سمجھوتہ ناممکن ہی ہے۔

آسیہ کیس میں ٹرائل کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ شواہد اور دلائل کی بنیاد پر کئی سالوں پر محیط عدالتی کارروائی کے بعد سامنے آگیا تھا جس میں ملزمہ پر توہین رسالت کا جرم ثابت ہو چکا تھا اور اسے دونوں عدالتوں سے پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ اپنا قانونی حق استعمال کرتے ہوئے مجرمہ نے عدالت عالیہ (سپریم کورٹ) میں اپیل کر لی اور بڑی عدالت نے ماتحت عدالتوں کے فیصلہ کے برعکس مجرمہ کی رہائی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ عدالت عالیہ کے اس فیصلہ سے ملک میں ایک آگ لگ گئی۔ قیمتی سرکاری وغیر سرکاری املاک تباہ کی گئیں۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق تقریباً 2 سو ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔ بعض مناظر تو ایسے دل خراش ہیں کہ ایک مسلمان اور محب وطن پاکستانی اس صورت حال پر خون کے آنسو رونے سے نہیں رک سکتا۔ ایک صحیح الدماغ پاکستانی (خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) اپنی قومی تباہی کو اس طرح کبھی بھی دیکھنا نہیں چاہے گا۔ اس فیصلہ کے خلاف جن اقدامات کا مسلمانان پاکستان کو حق حاصل ہے وہ کچھ اس طرح ہو سکتے ہیں۔

1۔ مسلمانوں کو پورا حق حاصل ہے کہ اس فیصلہ کے خلاف بھرپور احتجاج کریں۔ اپنا تقریری اور تحریری حق استعمال کریں۔ عدالتوں کے سامنے احتجاج کریں۔ اس فیصلہ پر اپنے درد اور احساس کا بھرپور استعمال کریں۔ لیکن اور یہ بہت بڑا "لیکن" ہے کہ سب کچھ پُرامن ہو۔ اس میں کوئی تشدد نہ ہو۔ قومی یا پرائیویٹ املاک کی تباہی کی طرف کوئی رجحان اور اقدام نہ ہو۔ جو لوگ خواہ مذہبی زعماء ہوں یا سیاسی لیڈر اور یا پبلک۔ اگر وہ احتجاجی جلسہ نکالیں تو ان میں اتنی اہلیت ہو کہ وہ اپنے لوگوں کو قابو میں رکھیں اور ان کی اتنی تربیت اور نظم ہو کہ یہ ہجوم (Mob) کی شکل اختیار کر کے کسی اینٹی اسلامک اور اینٹی پاکستانی عناصر یا دشمنوں کے آلۂ کار نہ بن جائیں۔ پُرامن احتجاج ہو۔ کسی کی جان ومال کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک چینلز پر گھیراؤ، جلاؤ اور فساد کے جو مناظر سامنے آگئے ہیں یہ تو میرے آقا ﷺ کے فرمودات اور احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ یہ تو ناموس رسالت پر قربانی کے مظاہرے کے بجائے کھلے عام دہشت گردی ہے۔ تم نے لوگوں کی کروڑوں مالیت کی بسوں، ٹرکوں، موٹر کاروں، موٹر سائیکلوں کو آگ لگا کر اپنے حیوانی جذبہ کو ٹھنڈا کرنے کا سامان کر دیا۔ میرے آقا ﷺ کی تو اپنی افواج کو یہ ہدایت تھی کہ دشمن سے مقابلے کے وقت درختوں کو نہ کاٹا جائے۔ کھیتی کو تباہ نہ کیا جائے۔ بوڑھوں، عورتوں، بچوں، مذہبی رہنماؤں اور غیر جنگجوؤں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ کسی کی املاک کو تباہ نہ کیا جائے۔ جبکہ تم نے تو موٹر کاروں کے اندر چھوٹے چھوٹے بچوں اور خواتین کو زخموں سے چور چور کر کے ان کے سامنے ان کی گاڑیوں کو جلایا۔ آپ کے اگر کوئی لیڈر ہیں اور انھوں نے آپ کو یہ پٹی پڑھائی تھی تو یہ ان کی اپنی سیاست بازی یا مفادات کی بات تو ہوگی اسلام، دین، توہین رسالت حتیٰ کہ انسانی اقدار کا اس قسم کے کاموں سے دور دور کا واسطہ نہیں۔ لہٰذا یہ حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان شیطانی افعال کے مرتکب افراد کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے اور ان کو قانون کے کٹہرے میں لا کر ان سے سرکاری اور پرائیوٹ جتنا بھی نقصان ہوا ہے کی ریکوری کرنے کے علاوہ ان پر دہشت گردی کے قانون کے تحت مقدمات چلائے جائیں۔ جس ضلع اور تھانہ کی حدود میں واقعات ہوئے ہیں اس کا ڈپٹی کمشنر اور متعلقہ تھانہ کے ایس ایچ اوز کو لوگوں کو ڈھونڈ نکالنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں یا نہ کرنا چاہیں تو انھیں گھر بھیجنے کے علاوہ انھیں پر مقدمات قائم کیے جائیں۔

آپ کا، میرا اور ہر مسلمان کا یہ حق بنتا ہے کہ ہم احتجاج یعنی پُرامن احتجاج کے علاوہ اس فیصلہ کے خلاف ریویو اپیل داخل کریں اور جتنے بھی سرخیل علماء اور احتجاجی لیڈر حضرات ہیں ان کو پورا پورا موقع اور سہولیات حاصل ہوں کہ وہ ماتحت عدالتوں کے کیے ہوئے فیصلوں کو عدالت عالیہ میں منوا سکیں۔ اور مجرمہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔

اس میں شک نہیں کہ آسیہ کیس میں بیرونی دباؤ بھی تھا اور اندرونی بھی بعض عناصر اور نام نہاد لبرلز اور سیکولر اس کے حق میں اپنا وزن ڈالتے تھے۔ لیکن یہ بھی منطق اور عقل کا تقاضا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ ملک کی سب سے بڑی عدالت نے یہ فیصلہ اسی دباؤ کے تحت کیا ہے؟ اس کے لیے معقول دلائل اور حجت سامنے لانے ہوں گے۔

آدمی حیران ہو جاتا ہے اور اگر اس نظریۂ پاکستان یعنی لا الہ الا اللہ پر یقین ہو اور یہ ملک اسے اسلام کے مستقبل کے لیے ایک گہوارہ نظر آتا ہو تو وہ کس طرح اس ملک کے محافظین یعنی ہماری افواج کو اس کیس میں گھسیٹ کر ان پر لعن طعن اور گالی گلوچ کی بارش کا ارتکاب کرے؟ یہ شیطان کے آلہ سوشل میڈیا پر ملک وقوم کے رکھوالوں کے خلاف جو زبان استعمال کی جاتی ہے یہ ملک دشمنوں کی زبان ہی ہوسکتی ہے کسی محب وطن پاکستانی اور سچے مسلمان کی نہیں ہوسکتی۔

عدالت کا ادارہ فوج سے بہت دور ہے اور ان کا آپس میں کوئی تعلق بنتا ہی نہیں۔ ہر صاحب عقل کی دانست میں فوج کے خلاف نفرت ابھارنا اور اس کے خلاف دہشت آمیز زبان استعمال کرنا ملک وقوم سے غداری ہی کے مترادف ہے۔ ہماری اپیل ہوگی کہ اگر سول حکومت ان لوگوں سے باز پرس نہیں کرسکتی یا کرنے کے موڈ میں نہ ہو تو فوج خود اپنے بل بوتے پر ان شرپسند عناصر کی سرکوبی کرے۔ کیونکہ محافظین پاکستان کو دہشت، شر اور بے توقیری سے بچانا خود اس فوج کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

مزید عدالتی کارروائی کے پیش نظر اب اس معاملہ پر عوام مباحثہ اور قیل وقال کے بجائے جید علمائے کرام اور ماہرین قانون اسلامی ومروجہ کو سب کچھ چھوڑ کر اس معاملہ میں فریق بن کر عدالت کے سامنے ٹھوس دلائل سے اپنا موقف ثابت کرنے اور مجرمہ کے خلاف ٹرائیل کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ منوانے کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ راقم کا تعلق شعبہ قانون سے نہیں لہٰذا عدالتی اور قانونی پیچیدگیوں کو سمجھنا اور ان کو عدالتوں کے سامنے رکھ کر عدالت کو قائل کرنا ماہرین کا کام ہے۔ لیکن دو اصطلاحات یعنی ''استحسان'' (ISTIHSAN) اور ''استصلاح'' (ISTISLAH) سے متعلقہ معزز عدالتیں ایسی نازک کیسوں میں فائدہ لے سکتی ہیں۔ یہ اصطلاحات ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے لیکچرز پر انگریزی زبان میں مرتب کردہ کتاب The Emergence of Islam Lectuers By Muhammad Hamidullah . Edited and translated by Afzal Iqbal کے صفحہ 219 پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں عدالتوں کو اس نہایت اہم provisio سے فائدہ لینا چاہیے۔

آخر میں بحیثیت ایک مسلمان، حضور نبی اکرم ﷺ کے حقیر امتی اور محب وطن پاکستانی یہی دردمندانہ اپیل کی جاسکتی ہے کہ ہمیں ہر کام میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حضور اقدسؐ کے احکام کو مدنظر رکھ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ جسے ہم عبادت سمجھتے ہوں وہ الٹا باعث عذاب بن جائے۔ عشقِ محمدؐ اور آپؐ کی عزت پر مرمٹنا یقیناً بہت بڑی دولت ہے لیکن شریعت محمدیؐ نے ہر کام کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اس سے ہٹ کر کچھ کرنا ہماری خواہشات نفس کے تقاضے ہی ہوسکتے ہیں۔

ان چند سطور کو علامہ اقبال کے ان چند اشعار پر ختم کرتا ہوں

حق تعالیٰ پیکر ما آفرید
وز رسالت در تن ما جاں دمید
از رسالت در جہاں تکوین ما
از رسالت دین ما آئین ما
می نہ دانی عشق ومستی از کجا ست ؟
این شعاع آفتاب مصطفیٰ ست
زندہِ تا سوز او در جانِ تست
این نگہ دارندہِ ایمان تست
مصطفیٰ بحرست وموج او بلند
خیز واین دریا بہ جوئے خویش بند
یک زماں خود را بہ دریا درفگن
تا روانِ رفتہ باز آید بہ تن

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مملکت خداداد پاکستان کو امن میں رکھے۔ ہمیں اس میں کتاب اللہ کے آسمانی نظام کو رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ روز روز کے یہ فسادات ختم ہوسکیں۔ دینی اور مذہبی جماعتوں سے یہی عرض کی جاسکتی ہے کہ یہ ان کے اشتراک عمل کے لیے صرف اور صرف ایک ہی راہ دستیاب ہے کہ وہ نظام اسلام کے نفاذ کے لیے پُر امن لیکن بھرپور تحریکِ چلائیں اپنی جان اور مال کا نذرانہ تو پیش کریں لیکن کسی دوسرے کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ 70 سالہ تجربہ جو ہم نے مغربی جمہوری طریقوں سے بہت آزمایا وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے مکمل ناکامی سے دوچار ہے۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

آئیے مل کر مثبت خطوط پر سوچیں اور ان حالات میں اپنے دینی اور ایمانی اصولوں کو مدنظر رکھ کر اس نازک صورت حال کے مداوا کے لیے اپنی قوت مجتمع کر کے کوئی حل نکالیں اور ملک دشمنی، تخریبی اور دہشت گردانہ سرگرمیوں کو کسی بھی طور پر پنپنے کے مواقع نہ دیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملک، اس کے نظریئے اور اس میں اسلام کے مستقبل کے لیے حالات کو موافق بنائیں۔ آمین

❁❁❁

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران طبقات کا طرز عمل

کی عظیم اکثریت نے اس فیصلے کو نا صرف مسترد کر دیا بلکہ پورا ملک بلکہ ریاست اور ریاستی ادارے مفلوج کر کے رکھ دیئے اور یوں مملکت اور ریاست کی ''رٹ'' کی توقیر وتحریم سر بازار، چوکوں اور چوراہوں میں تار تار کر دی۔ کھلاڑی بلکہ کھلنڈرے حکمران اس نازک اور ناگفتہ بہ صورت حال کا درست ادراک نہ کرسکے اور ایک عدد خطاب کر کے احتجاج کو ''چند لوگوں'' کی کارستانی قرار دے کر چین کی بانسری بجانے چین چلے گئے۔ ریاست کی حکومتی ٹیم اپنی ''عزت'' بچانے کے لیے ''شرپسندوں'' سے مذاکرات پر مجبور ہوگئی اور کاروبار زندگی اور اقتدار حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے کامیاب مذاکرات کا ڈرامہ رچایا گیا۔

توہین رسالت کے عدالتی فیصلے کے بعد کے جھٹکے ابھی جاری ہیں اور اسی تناظر میں محترمہ عدالت عظمیٰ بنام سرکار کو توہین رسالت کے مجرم ''انور کینتھ مسیح'' کی اپیل نظر ثانی کا مقدمہ درپیش ہے۔ یہ مقدمہ ابتدائی سماعت کے لیے سپریم کورٹ کی کاز لسٹ مورخہ 8-11-18 میں درج ہوا مگر نامعلوم وناگزیر وجوہات کی بنا پر اِسے اچانک ڈی لسٹ کر دیا گیا۔ یہ مقدمہ بھی سیشن عدالت، ہائی کورٹ سے موت کی سزا کے ساتھ سپریم کورٹ کی دسترس میں پہنچ چکا ہے۔ اس نظر ثانی اپیل کا کب اور کیا فیصلہ ہوتا ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں مگر ہمیں ایک خوف لاحق ہے اور وہ یہ کہ کہیں کن فیکون کی حامل ذات کا اٹل اور فوری فیصلہ آن وارد ہوا تو صورت حال کچھ یوں نہ بن جائے۔

ابھی پتھر نہیں آئے ابابیلوں کی چونچوں میں
کہانی جب اصحاب فیل تک پہنچی تو دیکھیں گے

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم ملیر کے رفیق جناب خالد آفتاب وفات پاگئے۔

☆ امیر تنظیم اسلامی کے مشیر اور سابق ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن محترم قمر سعید قریشی کی اہلیہ وفات پاگئیں

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے معاون امیر جناب مرزا قمر رئیس بیگ کی خالہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0307-7970898

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران طبقات کا طرزِ عمل

نعیم اختر عدنان

اس وقت ملک کے طول وعرض میں ہر سطح پر تحفظ ناموس رسالت کا قانون، اس کے تحت سزا یافتہ آسیہ ملعونہ و مجرمہ کی سپریم کورٹ سے مکمل بریت کا فیصلہ زیر بحث ہے۔

قادیانیوں کو آئینی وقانونی سطح پر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دینے کے فیصلے کے بعد تحفظ ناموس رسالت کا قانون اپنی اہمیت کے لحاظ سے حد درجہ حساس اور نازک ہونے کے باوجود ایک مثبت پیش رفت ہے کہ توہین رسالت جیسے قبیح، شرمناک اور شیطانی جرم کی ریاست ومملکت کی سطح پر روک تھام کی جا سکے اس قانونی و آئینی پیش رفت کے پس پردہ طویل جدوجہد اور پُرخلوص کوششوں اور کاوشوں کو خاص دخل حاصل ہے۔ اس وقت کی قومی اسمبلی کی معروف خاتون رکن محترمہ آپا نثار فاطمہ (والدہ مرحومہ جناب احسن اقبال) نے یہ بل منظور کروا کر تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔

مگر وطن عزیز کے طبقہ اشرافیہ، اُس کے غیر ملکی آقاؤں کو یہ قانون ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ چنانچہ عہد مشرف سے لے کر آج تک ہر حکومت اسے ختم کرنے یا غیر موثر کرنے کی ناپاک کوششوں بلکہ سازشوں میں مصروف عمل رہنا اپنا فرض اوّلین سمجھتی آئی ہے۔ مگر ''یار لوگ'' جنہیں ''تشدد پسند''، ''متعصب'' اور دہشت گرد تک کے القابات سے نوازا جاتا ہے، اِس مذموم سازش کو جوابی وار سے ناکام بنا دیتے ہیں اور یوں اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں دین بے زار سیکولر طبقے اور دینی و مذہبی طبقات اور عوامی طاقت کے مشترکہ اقدامات سے یہ کشاکش بلکہ تصادم جاری رہتا ہے بقول اقبالؒ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی تک

تین مرتبہ وزارتِ عظمیٰ پر فائز ہونے والوں کی فہرست گناہ کافی طویل ہے۔ نواز شریف حکومت نے اپنے اوّلین دور حکومت میں جمعۃ المبارک کی ہفتہ وار تعطیل پر کاری وار کر کے اسے ختم کر دیا۔ اِسی ''شریفانہ'' حکمرانی نے شریعت اپیلٹ بینچ کی طرف سے بنک انٹرسٹ کو سود قرار دینے کے تاریخی فیصلے کے خلاف بذریعہ یو بی ایل بنک اپیل دائر کر کے اسے عدالتی کوڑے دان کے اندر پھینک دیا۔ ننگ ملت، ننگ دین اور ننگ وطن جنرل مشرف کے عہد ذلالت کے دوران من پسند ججوں کے ذریعے سے ایک نئی واردات ڈال کر اِسے الٹی گنتی کا شکار کر کے رول بیک کر دیا۔ جناب آصف علی زرداری اپنی ذات میں اور ان کی حکومت بحیثیت مجموعی ہر لحاظ سے ''اپنی مثال آپ'' تھی مگر اس سب کے باوجود وہ پرویزی عہد اور شریفی حکومت میں کیے گئے ''نیک اقدامات'' کی توفیق سے محروم ہی رہی۔ قسمت کی دیوی یا بدقسمتی کی ڈائن پھر نواز شریف پر مہربان ہوگئی تو اب کی بار موصوف نے کھل کر بلکہ وکٹ سے باہر نکل کر بلے بازی شروع کر دی۔

وہ قادیانی جسے ملک کا آئین کافر قرار دیتا ہے، کو اپنا بھائی اور مفید شہری قرار دینے لگے۔ ہندوستان کے پردھان منتری مودی جی سے دوستانہ اور یارانہ گانٹھنے کی تمام حدود وقیود پامال کر دیں اور ہندو اقلیت کے ساتھ یوں اپنی عقیدت ومحبت ظاہر کی کہ دیوالی کی ایک تقریب میں ''بہاروں پھول برساؤ'' جیسے گیت گانے کی خواہش زبان پر لے آئے۔ نواز شریف نے پیش قدمی جاری رکھی اور مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کی یوم ولادت 9 نومبر کی قومی تعطیل پر آہنی وار کر کے اسے ختم کر دیا۔ توہین رسالت کی عدالتی مجرمہ ملعونہ آسیہ سے جیل کی کال کوٹھری میں ملاقات کرنے والے اس وقت کے گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو 'بلیک لاء' (کالا قانون) قرار دے کر آسیہ ملعونہ کو رہائی دلوانے کی کوشش کی بات کی تو ایک مرد مجاہد، مرد غازی اور عہد جدید کے غازی علم الدین شہید، ممتاز قادری نے سلیمان تاثیر کو واصل جہنم کر دیا۔ گرفتاری، ٹرائل اور سزائے موت کے بعد نواز شریف نے اس ''مجرم اعظم'' کو تختہ دار پر چڑھا کر اپنی ذلت و رسوائی کا بھرپور سامان مہیا کر دیا۔ نواز شریف کی سفاکانہ جارحیت ابھی پیش قدمی جاری رکھے ہوئے تھی کہ اب کی بار ختم نبوت کے آہنی تقاضوں اور قانونی ضابطوں کو انتخابی قوانین میں اصلاحات کے بوچڑ خانے کے ذریعے ختم کر دیا۔ اس اقدام کے طشت از بام ہونے سے کچھ عرصہ قبل نواز شریف ''پانامہ'' کی گرفت میں آ گئے جو ان کے لیے ''تازیانہ'' ثابت ہوگیا اور یوں نواز شریف اپنی لاڈلی، نوآموز مگر جارحیت پسند سیاست دان بیٹی کے ہمراہ وزیراعظم ہاؤس سے اڈیالہ جیل پہنچ گئے۔ ایسی ذلت اور بے توقیری کہ ''الامان والحفیظ'' کہے بغیر چارہ نہ چلا۔ اب بقول مولانا فضل الرحمان چوری شدہ مینڈیٹ کی حامل جمہوری حکومت کا آغاز ہوتا ہے اور اقتدار کی باگ ڈور اقتدار کے حقیقی مالکوں اور وارثوں کے پاس آ جاتی ہے جس کے ہاتھوں ''ناہنجار'' لوگ اپنے دل کے ارمانوں کا خون ہوتے بے بسی سے دیکھ رہے ہیں۔ اسی بے چارگی اور بے بسی کے عہد میں ریاست کا ایک مضبوط ستون بھی متحرک ہوگیا یا متحرک کر دیا گیا اور یوں عدالتی ایوانوں سے دھڑا دھڑ دھواں دھار اور ''تاریخ ساز'' فیصلے صادر ہونے لگے۔ انہیں عدالتی فیصلوں میں سے ایک ''فیصلہ کن فیصلہ'' توہین رسالت کی اقبالی مجرمہ ملعونہ آسیہ گستاخ کی سپریم کورٹ کی جانب سے بریت کا فیصلہ ہے۔ بقول چیف جسٹس جناب عزت مآب ثاقب نثار صاحب یہ فیصلہ بطور خاص اردو زبان میں تحریر کیا گیا ہے کہ اسے عوام بھی پڑھنے کی زحمت گوارا کریں۔ یار لوگوں نے چیف جسٹس صاحب کے اس نصیحت آموز حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جب اس فیصلہ کا پہلا صفحہ، یعنی آغاز ہی پڑھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ ''کلمہ شہادت'' کو تو شاید اس لیے آغاز فیصلہ میں درج کیا گیا تا کہ ایمان کی حرارت رکھنے والوں اور عشق رسول ﷺ کے انمول اور سچے جذبات سے سرشار لوگوں اور ''کی محمد سے وفا تو نے'' کا عزم و جزم رکھنے والوں کو 'رام' کیا جا سکے۔ مگر قدرت الٰہی کی نامہربانی اور ستم دیکھیے کہ عشق رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والوں اور درود شریف کا ورد کرنے والوں سے کلمۂ شہادت کا درست ترجمہ بھی تحریر نہ ہو سکا۔ ان سب پیش بندیوں اور پسپائی کے باوجود مذہبی و دینی قیادت اور عوام الناس (باقی صفحہ 12 پر)

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع

فکری سبق کا اعادہ

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

ہم مقصد ساتھیوں کے باہم مل بیٹھنے سے جذبات کو تحریک اور مثبت احساسات کو تقویت ملی

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2018ء کی مفصل روداد

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 16، 17 اور 18 نومبر 2018ء کو مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں پورے ملک سے رفقاء شریک ہوئے۔ جمعہ کے دن صبح سویرے قافلے اجتماع گاہ میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ نماز جمعہ اجتماع گاہ کے پنڈال میں ادا کی گئی۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے خطاب جمعہ میں سورۃ الکہف کا خلاصہ بیان کیا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اجتماع کے پنڈال کو خوبصورت آیات قرآنی اور اشعار سے مزین کیا گیا تھا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی فکر کی اہمیت کے پیش نظر اس اجتماع میں ان کے دو ویڈیو خطاب رفقاء کو پروجیکٹر پر دکھائے گئے۔ مکتبہ خدام القرآن اور مکتبہ تنظیم اسلامی کے سٹال بھی لگائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر سٹال بھی لگائے گئے تھے جن پر کھانے پینے کی اشیاء رفقاء کے لیے دستیاب تھیں۔ پروگرام کے دوران تمام سٹال بند ہوتے تھے۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض مرکزی ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے ادا کیے۔

پہلا دن (16 نومبر بروز جمعۃ المبارک)

افتتاحی کلمات ....امیر محترم

اجتماع کا باقاعدہ آغاز 16 نومبر 2018ء کو بعد نماز عصر ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے افتتاحی کلمات میں فرمایا کہ میں تمام رفقاء واحباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھ پر ان کا شکریہ واجب ہے۔ جو رفقاء اس اجتماع میں شرکت نہیں کر سکے ہمیں ان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے کہ وہ کسی حقیقی عذر کی وجہ سے شرکت نہیں کر سکے۔ اقامت دین کا مطلب ہے کہ اللہ کے دین کو قائم کرنا۔ یہ جدوجہد کوئی نفلی عبادت نہیں بلکہ یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے اور اس فرض کو ادا کرنے کے لیے التزام جماعت بہت ضروری ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد کا کام آج کے دور میں اجنبی بن چکا ہے۔ مجھے اس راہ میں آپ کا خلوص درکار ہے۔ اگر ہم زندگی کے آخری سانس تک اس جدوجہد میں مصروف عمل رہے اور چاہے اللہ کا دین ہماری زندگیوں میں قائم نہ بھی ہو یعنی دنیا میں ہمیں کامیابی نہ ملے لیکن آخرت میں اللہ کے حضور ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ان شاء اللہ! (اس موقع پر امیر محترم نے رفقاء کے نام اپنا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جو ندائے خلافت کے شمارہ 43 میں شائع ہو چکا ہے)

ہدایات ....مرزا قمر رئیس

ناظم اجتماع مرزا قمر رئیس نے رفقاء کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ اجتماع کے دوران تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ اور سنت رسول ﷺ کی راہنمائی کو پیش نظر رکھیں۔ آپس میں سلام کو عام کیجیے۔ تمام پروگراموں میں پوری دلجمعی کے ساتھ شریک ہوں۔ کوئی ایسا کام نہ کیجیے جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اجتماع کے ماحول کو شائستہ رکھنے کے لیے ذمہ داران سے بھرپور تعاون کیجیے۔

قرآن حکیم اور ہم ....اعجاز لطیف

تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم بیت المال اعجاز لطیف نے ''قرآن حکیم اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے قرآن کو عملی طور پر جھٹلایا ہوا ہے جو ہمارا بہت بڑا جرم ہے۔ قیامت میں ہم اللہ کے رسول ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں لیکن ان پر نازل ہونے والی کتاب سے غفلت برت رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن سے غفلت والی دنیا کی زندگی پریشانی اور تنگی والی ہوتی ہے اور ایسا شخص آخرت میں اندھا اٹھایا جائے گا۔ قرآن مجید اللہ کا سب سے بڑا ذکر ہے۔ تنظیم کے ساتھ ہمارے جڑنے کی بنیاد قرآن ہے۔ آج کے دور میں سب سے زیادہ محروم شخص وہ ہے جو قرآن کے لیے وقت نہیں نکال سکتا جبکہ دنیوی خواہشات کے لیے وہ سو فیصد وقت نکالتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس قرآن کو صبح وشام پڑھنے والے، سمجھنے والے اور دوسروں تک پہنچانے والے بن جائیں۔ صحابہ کرام اگر قرآن کو وقت نہ دے پاتے تو رات کو روتے تھے۔ قرآن کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ احادیث میں مومن کی بہت بڑی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ قرآن پوری نوع انسانی کے لیے سورج ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کا چاند بننا ہے۔

فکر آخرت ....چودھری رحمت اللہ بٹر

نماز مغرب کے بعد امیر تنظیم اسلامی کے خصوصی مشیر چودھری رحمت اللہ بٹر نے فکر آخرت کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دنیا کے بجائے آخرت کی زندگی کو اہمیت دینی چاہیے کیونکہ وہ اصل اور ابدی زندگی ہے۔ دنیا انسان کو جتنی مل جائے اتنی ہی اس کے اندر اس کی ہوس بڑھتی جاتی ہے۔ ہمیں آخرت کو ہی اصل غم بنانا چاہیے۔

ایمان حقیقی کا حصول ....ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے امیر ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''ایمان حقیقی کا حصول'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان کا امن کے ساتھ بڑا گہرا رشتہ ہے یعنی جہاں ایمان ہوگا وہاں امن ہوگا۔ جو شخص اللہ کی معرفت میں جتنا آگے ہوگا اتنا ہی وہ امن کے قریب ہوگا اور جو جتنا پیچھے ہوگا اتنا ہی امن سے دور ہوگا۔ اگر انسان کے اندر ایمان نہیں ہوگا تو وہ مختلف قسم کے انتشار خیالات اور توہمات پرستی میں مبتلا ہو جائے گا۔ ایمان حقیقی یہ ہے کہ انسان کی یہ سوچ بن جائے کہ جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں اللہ کی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔ ایمان حقیقی دل کی گہرائیوں والا ہوتا ہے۔ انسانی دل کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کے اندر ایمان آجائے۔ قیامت میں ایمان کی بدولت انسان کی نجات ہوگی۔ قرآن حکیم کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور صالحین کی صحبت میں بیٹھنے سے ایمان حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ ایمان کا منبع اور سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ ہمیں قرآن حکیم کو تدبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ہمارے اندر ایمان میں اضافہ ہو۔ جبکہ برے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے تاکہ ایمان کی حفاظت ہو سکے۔

ویڈیو پروگرام ....بانی محترم رحمہ اللہ

نماز عشاء سے پہلے بانی محترم رحمہ اللہ کا ویڈیو خطاب (انقلاب نبویؐ کا مرحلہ اول:

جماعت سازی اور اس کا نبوی ﷺ طریقہ کار) ویڈیو پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ اس کا دورانیہ تقریباً دو گھنٹے تھا۔ یہ خطاب ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی کتاب ''سیرت خیر الانام ﷺ'' کا تیسرا خطاب تھا۔

آفات لسان ....مولانا محمد اکرم مجاہد

نماز عشاء کے بعد حویلی لکھا میں مرکز تنظیم اسلامی کی مسجد کے امام اور خطیب مولانا محمد اکرم مجاہد نے ''آفات لسان'' کے موضوع پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ آفات لسان سے مراد ہے: زبان کی تباہ کاریاں۔ جھوٹ، غیبت اور گالی اور قول وفعل میں تضاد وغیرہ زبان کے گناہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی ہے۔ جھوٹ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسی طرح غیبت کے بارے میں حدیث میں آیا کہ غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنی شرمگاہ اور زبان کی ضمانت دے دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔

دوسرا دن (17 نومبر بروز ہفتہ)

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا.........علی جنید میر

دوسرے دن نماز فجر کے بعد حلقہ گوجرانوالہ کی مقامی تنظیم گجرات کے امیر حافظ علی جنید میر نے چوتھے پارے کی پہلی آیت ''لن تنالو البر حتیٰ تنفقوا'' کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت میں انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے انسان اپنا مال، صلاحیتیں، وقت وغیرہ خرچ کرتا ہے تو یہ اللہ کے راستے میں انفاق یا صدقہ ہے۔ احادیث میں صدقہ کا بڑا وسیع مفہوم ہے یعنی جو بھی انسان نیکی کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد وہ مال ہے جو انسان اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے خرچ کرتا ہے۔ انفاق کا تعلق ایمان کے ساتھ ہے اگر ایمان زیادہ ہوگا تو انسان اللہ کی راہ میں زیادہ انفاق کرے گا۔ لیکن آج جدید تہذیب کے اثرات کی وجہ سے لوگوں کا لائف سٹائل تبدیل ہوگیا اور انہیں زندگی گزارنے کے لیے زیادہ سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان دنیا کمانے میں اپنا سارا وقت لگا دیتا ہے اور دین سے دور ہوجاتا ہے۔ ہمیں دنیا کی بجائے آخرت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنی چاہیے۔ تاکہ ہمارے اندر دوسروں پر خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہو، یعنی ہمارا امزاج منفقانہ بن جائے۔

دین کا ہمہ گیر تصور.........خورشید انجم

صبح ناشتے کے بعد ساڑھے آٹھ بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا۔ ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے ''دین کا ہمہ گیر تصور'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ لیکن ہم نے اسلام کو بطور مذہب سمجھ کر محدود کر دیا ہے۔ انسانی زندگی انفرادی اور اجتماعی دو گوشوں پر محیط ہے۔ دین اسلام انسان کے انفرادی گوشوں عقائد، مراسم عبودیت اور رسومات کے ساتھ ساتھ اجتماعی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی گوشوں میں بھی راہنمائی کرتا ہے۔ ہم نے دین کے انفرادی گوشے بالخصوص کچھ عبادات اور رسومات کو ہی اہمیت دی ہوئی ہے جبکہ اجتماعی گوشے جس میں اللہ کے احکامات کو نافذ کرنا ہوتا ہے، کو بھلا دیا ہے۔ دین کا انفرادی گوشہ تو مغرب والوں کو بھی پسند ہے، اس کے لیے وہ ہمارے ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم نظام کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد ان کا الزام یہی تھا کہ ہم دنیا میں خلافت کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تنظیم اسلامی احیائے اسلام کی تحریکوں کی امین ہے۔ ہمارے پاس دین کا ایک ہمہ گیر تصور موجود ہے ہمیں اس کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم.........ڈاکٹر ضمیر اختر خان

نائب ناظم نشرواشاعت ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے ''چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا یہ علامہ اقبال کے ایک شعر کا مصرع ہے جس کا مطلب ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ دنیا میں مسلمان کو صراط مستقیم پر چلنے میں بہت مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلی رکاوٹ ہمارا نفس ہے جس کی سرکشی کو کنٹرول کرنے کے لیے اللہ نے نماز کا نظام دیا ہے۔ ہم اللہ کے بندے ہونے کے مدعی ہیں اللہ کا بھی تقاضا ہے کہ ہم اس کے بندے بن کر رہیں۔ ہم نے بندگی کو صرف نماز روزہ تک محدود کیا ہوا ہے حالانکہ اصل بندگی یہ ہے کہ ہماری زندگی کے تمام شعبے اللہ کے تابع ہو جائیں۔ آج سب سے بڑی بندگی باطل کے خلاف جدوجہد ہے۔ آج دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام میں شیطان نے اپنے پنجے گاڑھے ہوئے ہیں۔ ان تمام رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے ہم نے اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ ہمیں اپنا مقصد تخلیق سامنے رکھ کر زندگی گزارنی چاہیے۔ ہمارا اصل ہدف رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کرنا ہے جب ہم یہ ہدف حاصل کریں گے تب ہماری عبادت کی تکمیل ہوگی۔ ہم ایک انقلابی فکر کو لے کر چل رہے ہیں اس لیے دوسروں کے مقابلے میں شیطان ہمارا زیادہ دشمن ہے ہمیں اس سے محتاط رہنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مستقل سنت.........انجینئر سید نعمان اختر

امیر حلقہ کراچی جنوبی سید نعمان اختر نے ''رسول اللہ ﷺ کی مستقل سنت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی مستقل سنت دعوت دین کی سنت ہے۔ امت مسلمہ میں دعوت دین کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسے انسانی جسم میں دل کی ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے دعوت دین کو ابدی خسارہ سے بچنے کی لازمی شرط قرار دیا ہے۔ دعوت دین امت کی ذمہ داری ہے اور اللہ کے عذاب سے بچنے اور دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ اگر امت یہ کام نہیں کرے گی تو پھر وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی۔ دعوت کا کام امت کو بربادی سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ احادیث میں دعوت دین کے عمل کو بہت افضل عمل کہا گیا ہے۔ داعی دین اسلام اللہ، نبی اکرم ﷺ، فرشتوں اور زمین وآسمان کی تمام مخلوقات کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اللہ کی خوشنودی اور بہترین اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ دعوت کا کام کرنے والے پر جو گرد وغبار لگتا ہے وہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کا اصل تقاضا یہ ہے ہم دعوت کا کام کریں۔ اللہ نے داعی الی اللہ کی بات کو بہترین بات کہا ہے۔

بعد ازاں چائے اور باہمی تعارف کا وقفہ ہوا۔

اجتماع کے دوسرے دن صبح صادق آباد کے رفیق یونس بٹ صاحب کے انتقال کا سانحہ پیش آیا جو دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ امیر محترم کی اقتدا میں تمام رفقاء نے ان کی نماز جنازہ پنڈال میں ادا کی۔ امیر محترم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کی یہ موت شہادت کی موت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

دین اسلام میں جماعت کی اہمیت.........ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

ناظم حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ''دین اسلام میں جماعت کی اہمیت'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں نافذ ہوا۔ پھر خلافت راشدہ میں اس دین کے ثمرات لوگوں تک پہنچے۔ پھر رفتہ رفتہ ہم دور غلامی میں چلے گئے۔ آج ہم ذہنی اور معاشی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ آج امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین کو قائم ونافذ کرنے کی جدوجہد کرے۔ اگر ساری امت نہیں کرسکتی تو کوئی ایک جماعت تو یہ کام کرے۔ دین کو قائم کرنا فرض ہے اور اس کے لیے جماعت میں شامل ہونا لازم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ جماعت میں رہو اور اکیلے اکیلے زندگی بسر نہ کرو۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر جنت کی خوشبو چاہتے ہو تو جماعت کے ساتھ جڑے رہو۔ موجودہ دور میں الجماعت نہیں ہے البتہ مختلف جمعیتیں ہیں۔ لیکن ان میں جو جماعت اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جدوجہد کررہی ہے تو وہ بھی الجماعت کے زمرے میں آئے گی۔

بانی محترم رحمہ اللہ نے جماعت بنائی اور ہمیں انقلابی فکر دیا۔ہم ان کے فکر کو تازہ کر رہے ہیں۔ ہمیں آپس میں رحماء و بینھم کی کیفیت پیدا کرنی چاہیے۔

انقلابی جماعت کی اساس اور بیعت سمع وطاعت کے تقاضے.........ڈاکٹر عبدالسمیع

نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''بیعت سمع وطاعت کے تقاضے'' کے موضوع پر جامع خطاب فرمایا۔انہوں نے کہا کہ جہاں بھی کوئی جماعت یا ادارہ قائم ہوتا ہے تو اس کا ایک سیٹ اپ ہوتا ہے ہر ادارے کا ڈسپلن مختلف ہوتا ہے۔ ہماری تنظیم ایک انقلابی جماعت ہے ہم نے ایک شخص کے ہاتھ پر مسنون بیعت کی ہوئی ہے۔ تنظیم میں ہم بطور ممبر شریک نہیں ہیں بلکہ اپنے امیر کے رفیق ہیں۔یعنی ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے امیر کے وفادار رہیں گے۔ہم ایک شخص کے ساتھ سمع وطاعت کی بیعت کرتے ہیں اور وہ بیعت پورے نظم کے ساتھ آتی ہے۔یعنی ہمارے امیر نے جو تنظیم کا نظم بنایا ہے اس سب کے ساتھ ہم نے وفاداری کرنی ہے چاہے وہ ہمیں پسند ہو یا نہ ہو۔ہم امیر اور اس کے مقرر کردہ امراء سے بھی وفاداری کرنے کے پابند ہیں۔یعنی تنظیم میں جو فیصلہ کرنے کا اہل ہے ہم اسے مشورہ دیں گے، لیکن اس سے جھگڑا نہیں کریں گے اور اسے اپنی بات ماننے پر مجبور نہیں کریں گے۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ''میں'' رکھی ہوئی ہے جو بہت بڑا مرض ہے۔ہمیں اس مرض سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا،تب ہم بیعت کے تقاضے پورے کرسکیں گے۔

صلہ رحمی..........حبیب علی

نماز ظہر کے بعد حلقہ مالاکنڈ کی تنظیم سوات کے امیر حبیب علی نے ''صلہ رحمی'' کے موضوع پر مختلف احادیث کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے صلہ رحمی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ صلہ رحمی ایمان کا تقاضا ہے۔اس سے عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوتا ہے جبکہ قطع رحمی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور اسے دنیا اور آخرت میں سزا ملتی ہے۔

اس کے بعد نماز عصر تک کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

دنیا کی مذمت.........چودھری رحمت اللہ بٹر

نماز عصر کے بعد امیر تنظیم اسلامی کے خصوصی مشیر چودھری رحمت اللہ بٹر نے ''دنیا کی مذمت'' پر درس حدیث دیا۔انہوں نے کہا کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے جبکہ اصل زندگی آخرت کی ہے۔انسان کو دنیا کی چکاچوند اور زینت سے نکلنا چاہیے اور دنیا کو اپنا مقصود حیات نہ بنائے۔دنیا کا وقت کمائی کا وقت ہے اس میں جو کماؤ گے آخرت میں اس کا صلہ ملے گا۔قرآن کہتا ہے کہ جس نے دنیا کو زیادہ اہمیت دی اور آخرت کو بھول گیا اس نے گھاٹے کا سودا کیا۔اگر دنیا میں مستقل رہنا پڑے تو اس کی رعنائی ختم ہوجاتی ہے جبکہ جنت کی رعنائی نہ ختم ہونے والی ہے۔

ان اقیمو اا لدین و لا تتفر قوا فیه.........ڈاکٹر حافظ محمد خالد شفیع

سکھر کے ملتزم رفیق ڈاکٹر حافظ خالد شفیع نے سورۃ الشوریٰ کی آیت 13 کے حصے ''ان اقیمو اا لدین و لا تتفر قوا فیه'' یعنی ''دین کو قائم کرو اور تفرقے میں نہ پڑو'' کی روشنی میں گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ آج دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں اور 57 اسلامی ممالک ہیں لیکن کسی میں بھی اللہ کا دین قائم نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسی جماعت کا ممبر بنایا ہے جو دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ تنظیم اسلامی انبیاء کی سنت پر عمل پیرا ہے۔تمام انبیاء ورسل بالخصوص اولوالعزم انبیاء ورسل، اللہ کے چنیدہ اور اعلیٰ ترین بندے تھے ان کا مقصد بعثت اللہ کا دین قائم کرنا تھا۔ یہ ان کا مشن تھا۔اسی طرح انبیاء کے سردار خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مشن بھی یہی تھا۔آپ ﷺ کی 23 سالہ زندگی دین کو قائم کرنے میں لگی اور پھر پورے عرب میں آپ ﷺ نے اللہ کے دین کو قائم کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد کریں۔اس کے لیے ضروری ہے ہم پہلے خود پورے کے پورے دین پر عمل پیرا ہوں اور اپنے اوپر دین کو قائم کریں۔ پھر دین کے پورے تصور کو سامنے رکھیں۔جب تک دین کا پورا تصور ہم نہیں سمجھیں گے اس وقت تک ہم پورے دین پر عمل پیرا نہیں ہوسکتے۔ہمیں دین کے جامع تصور کو حرز جان بنانا ہوگا اور اس حوالے سے شکوک وشبہات میں نہیں پڑنا۔ہمیں معاشرے میں موجود منکرات کو ختم کرنے کی کوشش کرنی ہے تب اللہ کا دین غالب ہوگا۔

خدمت خلق............عمیر نواز

نماز مغرب کے بعد حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم النور کالونی کے امیر عمیر نواز نے احادیث کی روشنی میں ''خدمت خلق'' کے تصور کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم پسند نہیں ہے۔اس لیے اس نے بندوں کے درمیان ظلم کو حرام کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا۔ہمیں جسم وجان، مال اولاد، کھانا پینا غرض سب کچھ دیا تا کہ ہم اس کے بندے بن کر رہیں اور اس کی مخلوق کی مدد اور خدمت کریں۔ہم کسی کو خوشی دیں گے تو یہ عمل اللہ کو بہت پسند ہے۔ہم اس دنیا میں کسی مسلمان کی ضرورت پوری کریں گے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ہماری ضروریات پوری کرے گا۔

اسلامی انقلاب کے ضمن میں تصادم کے ابتدائی وتکمیلی مراحل........شجاع الدین شیخ

نائب ناظم تعلیم وتربیت محترم شجاع الدین شیخ نے ''اسلامی انقلاب کے ضمن میں تصادم کے ابتدائی اور تکمیلی مراحل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ اسلامی انقلاب میں تصادم کا مرحلہ ایک اہم سنگ میل ہے۔اس کے ابتدائی مراحل میں صبر محض بھی ہے اور اقدام بھی ہے۔نبی کریم ﷺ کا مکی دور اس کی بہت بڑی مثال ہے جس میں آپ ﷺ کی دعوت کا مذاق اڑایا جا رہا تھا، آپ ﷺ کو گالیاں دی جا رہی تھیں، آپ ﷺ کو مجنوں اور ساحر جیسے القابات سے پکارا جا رہا تھا۔بلکہ اس سے آگے بڑھ کر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر تشدد کیا جا رہا تھا لیکن آپ ﷺ کو ہاتھ بندھے رکھنے کا حکم تھا۔کیونکہ اس مرحلے کے بغیر کوئی جماعت انقلابی جماعت نہیں بن سکتی۔دوسرا مرحلہ اقدام کا مرحلہ ہے۔آج اگر کوئی یہ سمجھے کہ آرام سے بیٹھے بیٹھے انقلاب آجائے گا تو وہ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہے۔انقلاب کے لیے قربانیاں دینی پڑیں گی۔نبی اکرم ﷺ اور صحابہ نے قربانیاں دی تھیں تو انقلاب آیا تھا۔لیکن موجودہ دور میں اقدام کے مرحلے میں مسلح تصادم موزوں نہیں ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں فساد کا امکان زیادہ ہے۔البتہ اس کا ایک متبادل طریقہ جو بانی محترم رحمہ اللہ نے ہمیں سمجھایا کہ انقلابی جماعت کے کارکن جو پہلے اپنے اوپر اور اپنے گھر میں اسلام کو نافذ کر چکے ہوں اور پھر شریعت کے نفاذ کے لیے پُرامن اور منظم احتجاج کر کے انقلاب لائیں گے۔

ویڈیو پروگرام.........بانی محترم رحمہ اللہ

شام ساڑھے چھ بجے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا ایک ویڈیو خطاب پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔اس خطاب میں ڈاکٹر صاحب نے بیعت سمع وطاعت کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی۔اس خطاب کا دورانیہ دو گھنٹے کا تھا۔

حسن ظن..........نور الوریٰ

نماز عشاء کے بعد مقامی تنظیم گڑھی شاہو لاہور کے امیر نور الوریٰ نے ''حسن ظن'' کے حوالے سے احادیث کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے کہا کہ اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان کا اخلاقی حق ہے کہ دوسرے اس کے بارے میں حسن ظن رکھیں الا یہ کہ وہ اپنے کردار سے اپنے آپ کو اس حق سے محروم کردے۔اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حسن ظن رکھنا واجب ہے،مسلمان کے بارے میں بغیر کسی شرعی دلیل حسن ظن رکھنا مستحب ہے،البتہ جو مسلمان آپ کے سامنے کوئی ایسا فعل کرے جس کی وجہ سے آپ اس کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھ سکتے تو ایسا ظن مباح ہے اور کسی کے بارے میں بغیر دلیل یا حقیقت تک پہنچے بغیر کوئی غلط خیال رکھنا یہ سوء ظن ہے جو حرام ہے۔

تیسرا دن (18 نومبر بروز اتوار)

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت.........ڈاکٹر عارف رشید

نماز فجر کے بعد مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عارف رشید نے ’’لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت‘‘ کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ میری گفتگو ایک یاددہانی ہے کیونکہ ہمارا دین بھی یاددہانیوں پر مشتمل ہے۔ یہ سورۃ الحدید کی آیت ہے۔ سورۃ الحدید سے آپ سب لوگ بہت اچھی طرح واقف ہوں گے۔ قرآن مجید میں مکی اور مدنی سورتوں کے گروپس ہیں۔ قرآن مجید میں سورۃ الحدید سے سورۃ التحریم تک دس مدنی سورتوں کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ ان میں اللہ نے مسلمانوں کے لیے جھنجوڑنے اور متوجہ کرنے کا انداز اختیار کیا ہے۔ اور ان میں یہود کا انجام بطور عبرت ذکر کیا گیا ہے۔ ان سورتوں میں سے پانچ سورتیں ایسی ہیں جن کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ سے ہوا۔ بانی محترم رحمہ اللہ نے سورۃ الحدید کو ’’ام المسبحات‘‘ کا لقب دیا تھا۔ یہ سورت جامع ترین سورتوں میں سے ہے۔ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے۔ پہلی چھ آیات میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے، پھر پانچ آیات میں اللہ نے مسلمانوں سے دو تقاضے کیے ہیں۔ ایک اللہ اور رسول ﷺ پر محکم ایمان رکھو اور دوسرا اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ پھر اگلی آٹھ آیات میں جو لوگ ان تقاضوں پر عمل پیرا ہوں ان کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ اور جو ان پر عمل نہیں کریں گے یعنی منافقین ان کے لیے جہنم ہے۔ اس کے بعد کی پانچ آیات میں یہ آیت: لقد ارسلنا رسلنا بالبینات آتی ہے۔ جس کے بارے میں والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اسلامی انقلاب کے ضمن میں یہ آیت قرآن حکیم کی عریاں ترین آیت ہے۔ اس میں اسلام کے تین ہتھیاروں بینات، میزان اور الکتاب کا ذکر کیا گیا اور لوہے کے اتارنے کا مقصد یہ بیان کیا گیا تاکہ باطل نظام کا خاتمہ کرکے حق کا بول بالا کیا جائے۔

اقبال کا تصور خلافت.........انجینئر مختار حسین فاروقی

تحریک خلافت کے ناظم اعلیٰ انجینئر مختار حسین فاروقی نے ’’اقبال کا تصور خلافت‘‘ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی نے ربع صدی سے خلافت کے لفظ کو عام کیا ہے۔ جنگ عظیم اوّل کے بعد خلافت کے ادارے کو ختم کر دیا گیا، دنیا بھر میں کوئی ردعمل سامنے نہ آیا لیکن برصغیر میں تحریک خلافت چلی تھی۔ علامہ اقبال ایک عبقری شخصیت تھے۔ انہوں نے دور حاضر میں اس خلافت کے لفظ کو اجاگر کیا۔ ان کا مشہور شعر ہے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

علامہ نے خلافت کا نعرہ اس وقت لگایا جب برطانیہ کا نوجوان یہ سمجھتا تھا کہ برطانیہ کا اقتدار دنیا میں کبھی ختم نہیں ہوگا۔ علامہ نے قرآن و حدیث پڑھ کر خلافت کا تصور دیا اور کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں خلافت کا نظام دوبارہ قائم ہوگا۔ علامہ سمجھتے تھے کہ مسلمان قرآن سے دوری کی وجہ سے زوال کا شکار ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

علامہ کے بقول جب تک قرآن زندہ ہے مسلمان بھی رہیں گے۔ علامہ کے تصور خلافت اور ہمارے تصور خلافت میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ہمارے ہاں خلافت کا نظام بولا جاتا ہے جبکہ علامہ کہتے ہیں کہ خالق کائنات کا مقصد ہی انسان کی خلافت ہے۔ خلافت انسان کے خمیر میں شامل ہے۔ جب بھی مسلمان اللہ کے دین کی طرف خلوص کے ساتھ آئیں گے تو اللہ انہیں خلافت تحفے میں دے گا۔

قومی و عالمی منظر نامہ.....ایوب بیگ مرزا

ناظم نشرواشاعت ایوب بیگ مرزا نے قومی و عالمی منظر نامہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت اسرائیل گریٹر اسرائیل قائم کرنے کے لیے بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عالمی طاقتیں اس کو سپورٹ کر رہی ہیں جبکہ مسلم ممالک بالخصوص عرب ممالک اس کے سامنے پسپا ہوتے جا رہے ہیں اور انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ امریکہ افغان جنگ میں شکست سے دوچار ہے لیکن وہاں سے باعزت طریقے سے نکلنا چاہتا ہے اس لیے وہ پاکستان پر مسلسل پریشر ڈال رہا ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت کو شدید معاشی چیلنجز کا سامنا ہے اور وزیراعظم عمران خان ان سے نکلنے کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے سعودی عرب اور چین کے دورے کیے ہیں اور دیگر ممالک کے سربراہان سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو سکیں اور ملک کو معاشی بحران سے نکال سکیں۔

تنظیم اسلامی کی سالانہ رپورٹ: اجمالی خاکہ.........اظہر بختیار خلجی

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی اظہر بختیار خلجی نے تنظیم اسلامی کی سالانہ رپورٹ (جنوری تا ستمبر 2018ء) پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس سال 382 نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے اور 168 رفقاء نے ساتھ چلنے سے معذرت کر لی۔ کل رفقاء کی تعداد 10907 ہے جن میں 70 فیصد مبتدی اور 22 فیصد ملتزم ہیں جبکہ 07 فیصد توجہ طلب اور ایک فیصد معتزر ہیں۔ ملتزم 69 فیصد جبکہ مبتدی 25 فیصد ریگولر انفاق دیتے ہیں۔ اس سال کے دوران 191 مبتدی رفقاء جبکہ 114 ملتزم رفقاء نے تربیتی کورس کیا اور 20 رفقاء نے نقباء کورس کیا۔ 775 رفقاء نے مدرسین کورس کیا ہے جن میں سے 427 درس و تدریس کا کام کر رہے ہیں۔ تنظیم میں پہلی بنیادی اجتماعیت اسرہ کہلاتی ہے۔ اسرہ کے اجتماع میں حاضری ملتزم رفقاء 55 فیصد جبکہ مبتدی 22 فیصد تک رہی۔ اس وقت پورے ملک میں 515 حلقہ قرآنی قائم ہیں جن میں ملتزم رفقاء 36 فیصد اور مبتدی رفقاء 14 فیصد جبکہ احباب 4490 کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔

اختتامی خطاب.........امیر محترم

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ بانی محترم قرآن حکیم کے عظیم داعی اور مدرس بھی تھے اور غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کے عظیم علم بردار بھی تھے۔ تنظیم کی اصل اور بنیادی فکر ہمیں ان کے کتابچوں میں ملتی ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں سب سے بڑھ کر اہمیت فریضہ اقامت دین اور تنظیم اسلامی کو دی ہے۔ (اس موقع پر امیر محترم نے بانی تنظیم اسلامی کا رفقاء تنظیم کے نام خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جو انہوں نے 2008ء کے سالانہ اجتماع میں رفقاء کو پہنچایا تھا۔) امیر محترم نے کہا کہ ہمیں خلوص و اخلاص کے ساتھ منہج نبویؐ کے مطابق دعوت کا کام کرتے رہنا ہے۔ یہ جدوجہد نہایت عظیم مشن ہے اور اس کے تقاضے بھی بہت کٹھن ہیں۔ اس کے لیے تربیت و تزکیہ کے مراحل سے گزرنا ہمارے لیے ناگزیر ہے۔ حقیقی ایمان کے ساتھ تعلق مع اللہ اور اعتصام باللہ کے تقاضوں کو پورا کرنا از حد ضروری ہے۔ قرآن کی باقاعدہ تلاوت کا اہتمام، اس کو سمجھ کر پڑھنا، آیاتِ قرآنی میں غور و فکر کرنا، تہجد کی نماز کا اہتمام کرنا۔ پنج وقتہ نمازوں کا اہتمام خشوع و خضوع کے ساتھ، روزمرہ کے معمولات میں ادعیہ ماثورہ کا اہتمام چلتے پھرتے ذکر و اذکار کا اہتمام رکھنا، کثرتِ ذکر اور کثرتِ درود کو اپنا شعار بنانا جیسے امور اقامتِ دین کی جدوجہد میں ہمارے لیے ڈھال اور ہتھیار کا کام دیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی انداز میں اقامتِ دین کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(ناظم نشرواشاعت اور امیر تنظیم اسلامی کے خطابات ندائے خلافت کے شمارہ 45 میں تفصیلاً شائع ہو چکے ہیں۔)

آخر میں رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت مسنونہ کی اور پھر دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

❁❁❁

Propaganda during World War I and the real underlying goals

These stories are not unique cases from a remote war. The same methods are constantly rinsed and repeated, the mentality in our ruling elites is the same, and the risk of a major conflict is as great today as in 1914.

These examples concentrate mostly on British/American perception management and propaganda. First of all, because they are masters of the art, and secondly, as victors they still dominate the narrative.

After the “Great War” came a huge backlash of disillusion and revulsion. Calmly analyzed, most of what had been told in the war turned out to be lies and half-truths. “Falsehood in War-time, Containing an Assortment of Lies Circulated Throughout the Nations During the Great War” was the title of a book published in 1928. Written by Arthur, Ponsonby, it discussed 20 instances of lies in wartime.

The contents of the book can be summed up in the Ten (or eleven) Commandments of War Propaganda:

1. We do not want war.
2. The opposite party alone is guilty of war.
3. The enemy is the face of the devil.
4. We defend a noble cause, not our own interest.
5. The enemy systematically commits cruelties; our mishaps are involuntary.
6. The enemy uses forbidden weapons.
7. We suffer small losses, those of the enemy are enormous.
8. Artists and intellectuals back our cause.
9. Our cause is sacred.
10. All who doubt our propaganda, are traitors.
11. The Enemy Is the Face of the Devil.

By the 1920s, the disillusionment with the war and its aftermath was so great that all of the stories and reports of the vicious actions of the Allied Forces (The West) were dismissed as atrocity propaganda.

The same theme was used more recently, with the infamous tale of “Iraqis ripping babies from incubators in Kuwaiti hospitals”, in the warm-up to the first Gulf War in 1990. Before the US Congress, a young woman in tears testified how she as a nurse in Kuwait witnessed Iraqi soldiers ripping prematurely born babies out of their incubators, leaving them to die on the floor. The story was later repeated by an equally moved President George HW Bush (Bush Senior). The public later found out that the woman was in fact not a nurse, but the daughter of the Kuwaiti ambassador to Washington, and the story was concocted as part of the propaganda effort by the PR-Agency Hill & Knowlton.

The Difference Between Declared War Aims and Real Ones

After the Brest-Litovsk separate peace with the Bolsheviks in 1917, the eastern part of these war aims were achieved, where Germany occupied or created puppet governments in Poland, Ukraine, the Caucasus and Baltic areas, and created a dependent state in Finland.

In May 1915 the British Government was in trouble. The European war was not going well. Instead of reacting to aggressive British blockades by begging for mercy, Germany was sinking more and more British ships with her U-

boats.

The Lusitania was sunk by a German submarine on Friday May 7 1915, 12 miles off the coast of Ireland, killing 1198 people. The ship was running at two-thirds speed and in a straight line, rather than the recommended zigzag used to avoid torpedoes. The passengers were mostly US citizens (including millionaire Alfred Vanderbilt).

Her cargo consisted mostly of undeclared weapons and explosives, a fact finally confirmed in 1960, and which explained why she sank so fast. She was bound for the UK, sailing all alone, inexplicably without escort from the Royal Navy and right into a known U-boat hunting ground.

No members of the press even considered asking why Lusitania had been steaming so slowly and in a straight line, or why the British Admiralty had chosen to withhold the usual naval escort.

And totally forgotten was the aggressive policy of starving Germany to its knees that had prompted the U-boat campaign in the first place. After the war began in 1914, Britain immediately began a naval blockade of Germany. Since even food was classified as "contraband," the Germans had to ration food. By all estimates, several hundred thousand people ultimately died of starvation due to the blockade.

The sinking of the Lusitania was one of the main causes that brought the United States into the war, saving the war for the British.

In July 1915, Pope Benedict XV published the apostolic exhortation "To the Peoples Now at War and to Their Rulers." Two years later, in 1917, this became The seven-point plan, a peace note presented to the warring parties. It was based on a peace linked to justice rather than military conquest, cessation of hostilities, a reduction of armaments, a guaranteed freedom of the seas, international arbitration, and Belgium restored to independence and guaranteed "against any power whatsoever."

The secret Treaty of London (1915), committing Italy to the Entente (Britain, France and Russia) contained a clause, article 15, where Italy is given carte blanche to do whatever is deemed necessary to silence the Church: "France, Great Britain and Russia shall support such opposition as Italy may make to any proposal in the direction of introducing a representative of the Holy See in any peace negotiations or negotiations for the settlement of questions raised by the present war."

Main excerpts from the "Great War Program" of the Allied Forces included:

1. Abolish the Ottoman Caliphate.
2. Announce the Balfour Declaration.
3. A fight to the finish with Germany.
4. A clean sweep of all officials of enemy blood or connections from Government departments. Peace terms to include the dismemberment of the Hapsburg and the Turkish Empires.
5. More vigorous war measures to include drastic food rationing, more communal kitchens to reduce waste, and the closing down of nonessential industries to release labor for work on the land and in the factories.

Forget the "Centenary of the World War One Armistice Day" (Centenary of the day when warring parties signed to end WWI on 11 November 1918) celebrated in Paris on 11 November 2018. The "Great War Program" was the real underlying mission statement for the First World War. That mission of the Christian and the Jewish global elite is still alive and breathing against the Muslim world even today!

<u>Source</u>: ***Adapted from an article written by Terje Maloy***
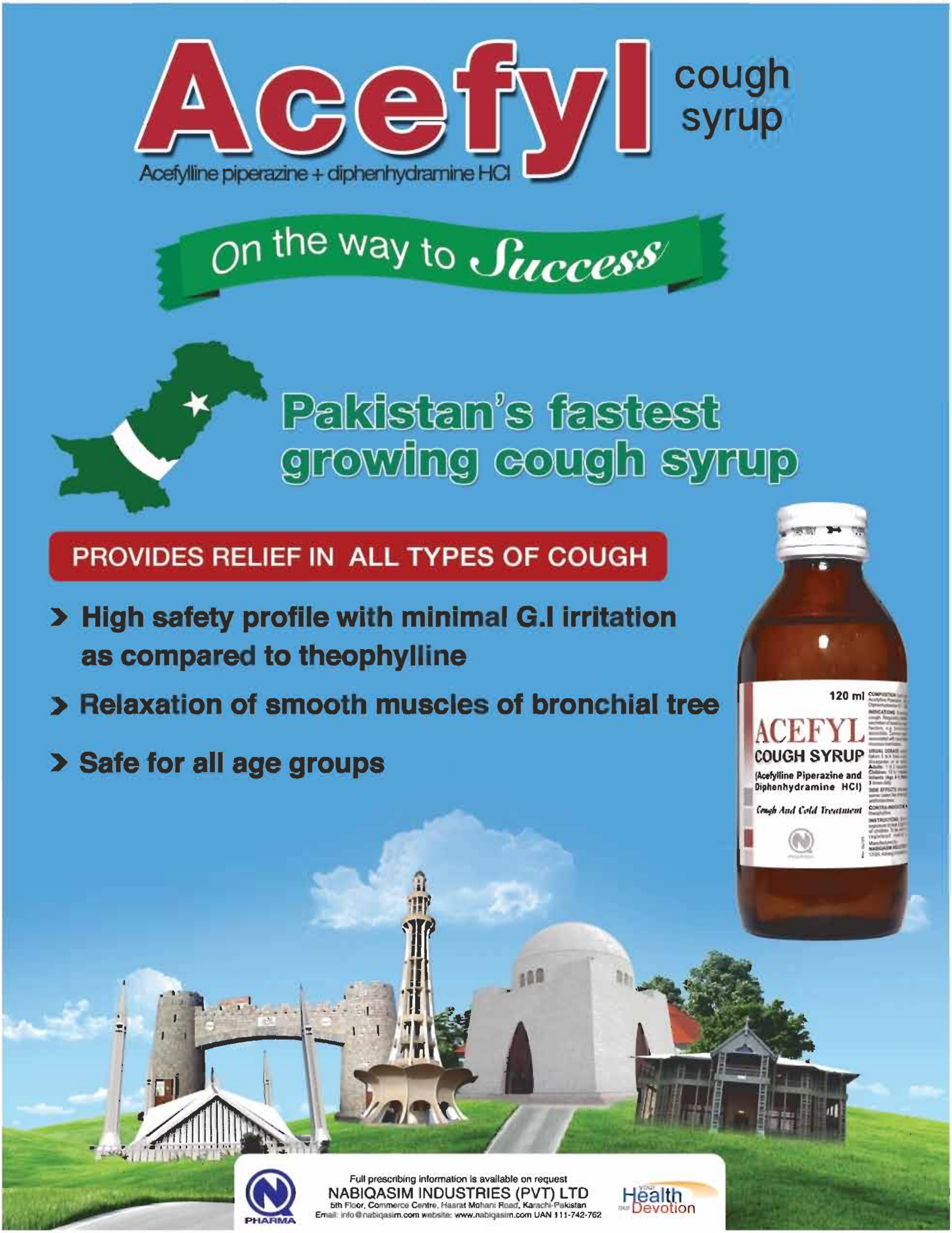
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore